کیچ

۲۰۰۱

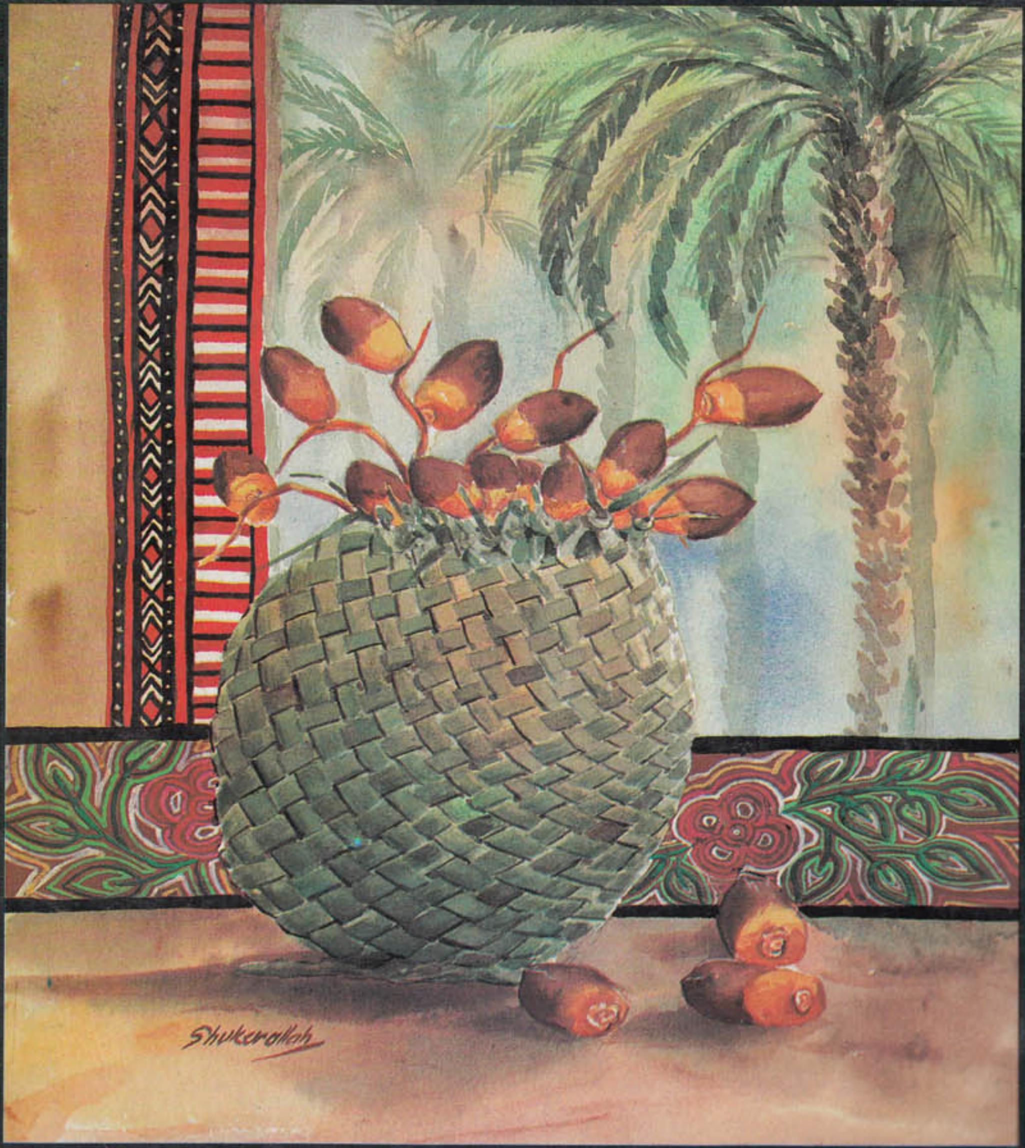

زیراہتمام گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

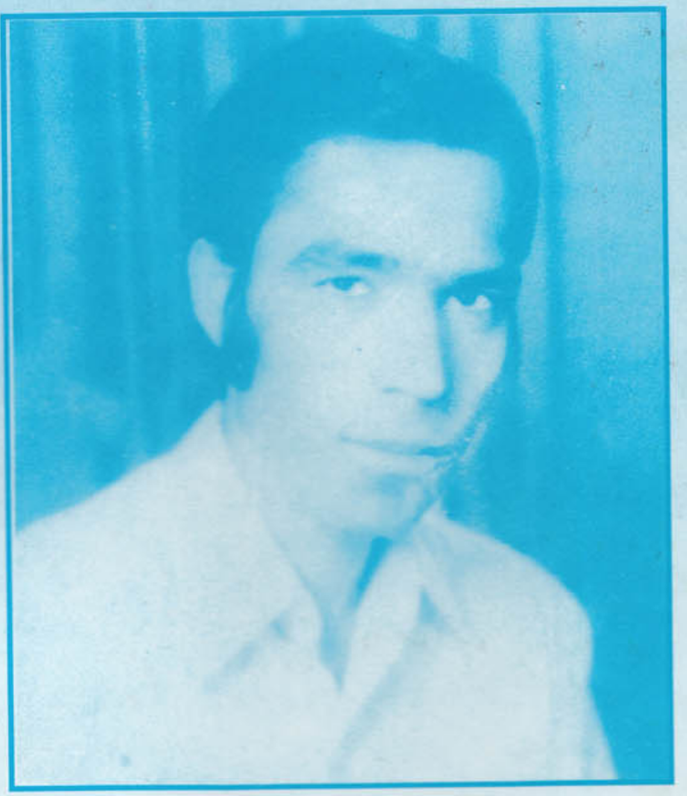

QAZI AABAL AHAD
(Principal)

GOVERNMENT DEGREE COLLEGE ATA SHAD
TURBAT

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

مجلّہ کیچ سنہ ۲۰۰۱ (اُردو، بلوچی، انگلش)

عام ترتیب

Library Govt: Degree College
Acc: No.
TURBAT.

نام مجلّہ .... کیچ

زبانیں .... اردو -بلوچی اور انگریزی

سرپرست .... پروفیسر قاضی عبدالاحد

مدیر عمومی .... سربلند خان

مدیر اردو .... باقر علی شاکر

مدیر بلوچی .... سربلند خان

مدیر انگریزی .... محمد جان

شمارہ ۳

سن اشاعت ۲۰۰۱

جملہ حقوق بحق میگزین سوسائٹی گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد تربت محفوظ ہیں

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اُردو حصّہ

۲۰۰۱ء

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ترتیب حصہ اردو

نام میگزین	”کیچ“
زبان	اردو
سرپرست	پروفیسر قاضی عبدالاحد
ایڈیٹر	باقر علی شاکر لکچرار اردو
سال	۲۰۰۱ء
صفحات	
مدیر	غنی شریف بی اے فائنل ایئر
ناشر	میگزین سوسائٹی
کمپوزنگ	غلام رسول کلمتی

زیر اہتمام

گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اس شمارے میں

نمبر شمار	مضمون	مصنف	صفحہ
۱	ایڈیٹر کی رائے	باقر علی شاکر	۶
۲	انسانیت، انسان کی تلاش میں	غوث بخش ناگمان	۱۱
۳	مقصد حیات اور اسکا حصول	امان اللہ زہری لیکچرار باٹنی	۱۴
۴	دل کی زندگی	منیر احمد لیب اسٹنٹ	۱۶
۵	ہمارا مطالعاتی دورہ	غفور محتاج	۲۰
۶	بچوں کی شخصیت پر والدین کے اثرات	اسماء شمیم لیکچرار ہوم اکنامکس	۲۴
۷	غزل	باقر علی شاکر	۲۵
۸	غزل	امان اللہ زہری	۲۶
۹	نیوٹن نامہ	گہرام حیات	۲۷
۱۰	یہ آتے جاتے سال	ہُمانا ز لیکچرار	۲۹
۱۱	ہمارا معاشرہ اور عورت	گل افروز سعید	۳۰
۱۲	خوشبو بھری باتیں	خالدہ امام بلوچ	۳۲
۱۳	ہر دلعزیزی کا گر	محمد کریم سیف	۳۳
۱۴	اب پچھتاوے کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت	عابد لعل ناصر آبادی	۳۵
۱۵	نظم :اس کے نام	گہرام حیات	۳۴
۱۶	یہی بہت ہے	حفیظ رؤف	۴۳
۱۷	افسانہ ''فیصلہ''	محمد کریم سیف	۳۷
۱۸	محبت	نواز سلیم	۳۹

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نمبر شمار	مضمون	مصنف	صفحہ
۱۹	صحت "پولیو"	حمید حبیب (کلاس سیکنڈ ایئر)	۴۰
۲۰	حسن اخلاق	بہرام عیسیٰ نظر آبادی (سیکنڈ ایئر)	۴۲
۲۱	کوشش آخری سائنس تک	منیر احمد لیب اسسٹنٹ (فزکس)	۴۴
۲۲	نظم "دل کے ارمان"	سیمک ندا (پری میڈیکل)	۴۸
۲۳	نظم "بھولی سی لڑکی"	ثناء (تھرڈ ایئر)	۱۵
۲۴	سائنسی معلومات	حمید حبیب	۳۸
۲۵	معلوماتِ اقبال	سجاد حبیب	۳۳
۲۶	معلوماتِ عامہ / ہماری دنیا	غوث بخش ناگمان	۴۹
۲۷	اقوال زرّین	شاکرہ علی محمد فائنل ایئر (بی ایس سی)	۵۰
۲۸	بچوں کے بنیادی حقوق	شفیق شاد بی اے فائنل ایئر	۳۶
۲۹	افسانہ خواب یا حقیقت	کلثوم احمد علی	۵۱
۳۰	انفرادی اختلافات	اسماء شمیم، لیکچرار ہوم اکنامکس	۵۴
۳۱	زندگی کے آداب	دُردانہ شیران، بی، اے	۵۷
۳۲	بچوں کے بنیادی حقوق	شفیق شاد	۳۶
۳۳	ہمارا نظامِ تعلیم اور محکمہ تعلیم	آصف خان برجبیس	۵۹
۳۴	آزاد نظم	عطا شاد	۲۳
		″	۵۶
		″	۵۳
		″	۵۸
		″	۶۳

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ایڈیٹر کی رائے

کوئی تو لپٹ کر روئے جوان لاشوں سے
اسی لئے تو وہ بیٹوں کو مائیں دیتا ہے

قارئین کرام!

جس باغ کی دیکھ بھال اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ ناچیز کو سونپ دی گئی تو میں نے باغبان بن کر تمام گلوں کی خوبصورتی کو اور زیادہ نکھارنے کی طرف بھر پور توجہ دی اور اب اس باغ کے گلوں سے جو گلدستہ سجا کر پیشِ خدمت ہے اسے کالج کے اسٹاف اور طلباء کی مشترکہ کاوشوں اور انتھک محنتوں کی سعادت حاصل ہے۔

ویسے اس مجلّہ کا مقصد تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنا اور علم کی روشنی پھیلانا ہے اس مقصد کو پانے میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں یہ تو میگزین میں شامل مواد پڑھنے کے بعد آپ ہمیں اپنی آراء سے نواز سکتے ہیں۔ ہمیں آپ تمام پڑھنے والوں کی تجاویز کا شدّت سے انتظار رہے گا۔

''کیچ'' میگزین کی اشاعت سے متعلق ہمارے محترم پرنسپل جناب قاضی عبدالاحد صاحب کی کوششوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی اشاعت میں انہوں نے خاصی ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔ لیکن میگزین چھپتے چھپتے اس کا تبادلہ ہوا اور پروفیسر وحید اقبال نئے پرنسپل ہیں۔

ویسے انسان غلطی کا پتلا مانا گیا ہے لیکن میں نے اپنی طرف سے بھر پور کوشش کی ہے کہ مجلّہ میں شامل مضامین غلطی و سہو سے پاک ہوں اور پڑھنے والوں کو بہترین تفریحی مواد مل جائے۔ تاہم اگر ہم سے کوئی کسر اب بھی رہ جائے یا مجلّہ میں شامل مواد کسی کی دل آزاری کا باعث بنیں تو ہم اس کے لئے پیشگی معزرت خواہ ہیں۔ اور علم کے چاہنے والوں کے لئے۔

مرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

باقر علی شاکر
ایڈیٹر شعبہ اردو
گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

گورنر بلوچستان جسٹس ریٹائرڈ امیر الملک مینگل کا

پیغام

یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد تربت کے جریدے ''کیچ'' کا تیسرا شمار اشائع کیا جا رہا ہے۔ کالج میگزین سے کالج کی تعلیمی سرگرمیوں کی عکاسی ہوتی ہے اور اس قسم کے جرائد کی اشاعت سے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور انہیں مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ توقع ہے کہ ''کیچ'' کے اس تیسرے شمارے میں اعلیٰ معیار بر قرار رکھا جائیگا اور اس میں معلوماتی اور ادبی مضامین شامل کئے جائینگے۔

اس سلسلے مین میں گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد کے طلباء اور اساتذہ کو جریدے کی اشاعت پر مبارکباد دیتا ہوں اور ان کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

جسٹس (ریٹائرڈ) امیر الملک مینگل
گورنر بلوچستان

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پرنسپل کا پیغام

جدید تعلیم کے بغیر مستقبل میں اپنا تشخص بر قرار رکھنا مشکل ہو گا۔ معیار تعلیم کی بہتری کیلئے کوئی بھی کوشش اس وقت تک کارگر ثابت نہیں ہو سکتا جب تک طلباء اور والدین ساتھ نہ دیں۔ مستقبل چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کیلئے لازمی ہے کہ وہ جدید علوم سے بہرہ ور ہوں اس لئے ہم سب کو اپنے بچوں کی تعلیم کے حصول کیلئے موثر حکمت عملی طے کرنا ہوگا اور اس پر عمل کرنا ہو گا۔

کسی بھی تعلیمی ادارے کی ترقی کیلئے نصابی سر گرمیوں کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سر گرمیاں ضروری سمجھی جاتی ہیں جن میں کھیلوں اور دیگر مشاغل کے ساتھ ساتھ ادبی سر گرمیاں ضروری ہیں۔ اس سلسلے میں کالج میگزین سے علمی اور ادبی سر گرمیوں کو فروغ ملتا ہے۔ اسی لئے کالج میگزین کا شائع ہونا ضروری ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ڈگری کالج عطاشاد تربت کے طلباء اور اساتذہ نے اس روایت کو بر قرار رکھا ہے۔ کیچ میگزین کے اس تیسرے شمارے کے ایڈیٹوریل بورڈ کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں، خاص طور پر میگزین کے ایڈیٹر سر بلند خان، باقر علی شاکر اور محمد جان بلوچ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہی کی کوششوں کی وجہ سے یہ میگزین وقت پر شائع ہوا۔

قاضی عبد الاحد

پرنسپل ڈگری کالج عطاشاد تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

"کیچ" میگزین کا تیسرا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں گورنمنٹ ڈگری کالج عطاشاد تربت کے طلباء وطالبات کے نگارشات شامل اشاعت ہیں۔ چونکہ اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ادارے کا فرض ہوتا ہے مکران اور خاص طور پر کیچ ہر وقت ادبی لحاظ سے صف اول میں شامل رہا ہے۔ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ بہت بڑا ادبی سرمایہ ہے لیکن ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ اس پسماندہ علاقے میں ٹیلنٹ (Talent) کی کمی نہیں ہے۔

میگزین چھاپنا ایک بہت مشکل اور صبر آزما کام ہے لیکن اس مشکل میں ساتھیوں نے مکمل تعاون کیا یادِ ماضی کے حوالے سے کالج کے ایک سابق طالب علم اور بلوچی کے نوجوان ادیب، شاعر اور نقاد اے آر داد کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

میگزین کے اشاعت میں پرنسپل قاضی عبدالاحد بلوچ کا بہت تعاون رہا ہے اس کے علاوہ ایڈیٹوریل بورڈ نے بھی بہت محنت کی ہے جن میں پروفیسر باقر علی شاکر، پروفیسر محمد جان بلوچ، پروفیسر سلمیٰ انور، پروفیسر ہماناز، غنی شریف، قاسم فراز اور کاشف جمیل شامل ہیں۔ میں پروفیسر باقر علی شاکر کا بے حد مشکور ہوں کہ اس نے اپنے کام میں بہت چُستی دکھائی۔

آخر میں اگر میں "بلوچی لبز انک" حب کے نائب شونکار عبدالواحد بلوچ کا شکریہ ادا نہ کروں تو بہت زیادتی ہوگی، جس نے "کیچ" میگزین کے اس تیسرے شمارہ کے چھاپنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اور آخر میں یہ بات کہ میگزین کے تمام کام فائنل ہونے کے بعد پرنسپل قاضی عبدالاحد صاحب کا تبادلہ ہوا اور نئے پرنسپل وحید اقبال صاحب نے چارج سنبھالا۔

اور سب سے آخر میں پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آگے اصلاح کی جاسکے۔

شکریہ

سربلند خان بلوچ
ایڈیٹر "کیچ" میگزین
ڈگری کالج عطاشاد تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

قدم بہ قدم

علم و دانش کی جستجو ہر وقت انسان کی خواہش رہی ہے اور جتنے بھی مذاہب ہیں سب نے علم حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ علم حاصل کرو خواہ تمھیں چین جانا پڑے۔ اس لئے مکران کے لوگ موجودہ حیثیت تک پہنچنے کیلئے کٹھن مراحل سے گزر چکے ہیں۔

علاقے میں علم کی تشنگی کو محسوس کرتے ہوئے حکومت نے ۱۹۶۹ء میں تربت میں انٹر میڈیٹ کالج قائم کیا اور پروفیسر افتخار احمد غوری تربت کالج کے پہلے پرنسپل رہے۔ غوری صاحب کے بعد جناب پروفیسر غلام رسول خالد کالج کے دوسرے پرنسپل رہے۔ خالد صاحب کے بعد پروفیسر میاں محمد صدیق، پروفیسر ریاض بلوچ، پروفیسر غلام مصطفیٰ، پروفیسر ایس جی شبیر، پروفیسر محمد یعقوب اور قاضی عبدالاحد بلوچ کالج کے پرنسپل رہے ہیں۔

کالج کی بلڈنگ میں وقتاً فوقتاً توسیع ہوتی رہی ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا ہے اس لئے ابھی تک اس میں کمی محسوس ہوتی رہی ہے۔

کالج کے تین ہوسٹلز ہیں جن میں تقریباً ۲۵۰ لڑکوں کے رہائش کی گنجائش ہے لیکن لائبریری کی کوئی بلڈنگ نہیں اسکے علاوہ لیبارٹریز کی بھی کمی ہے۔

چونکہ بلوچستان کے دارالخلافہ کوئٹہ کے بعد تعداد کے لحاظ سے یہ بلوچستان کا دوسرا بڑا کالج ہے اس لئے اس میں مزید تعمیرات کی ضرورت ہے۔ کھیلوں کی ترقی کیلئے کالج میں فٹ بال اور کرکٹ گراؤنڈ موجود ہیں۔

آخر میں یہ خبر کہ میگزین کے چھپتے چھپتے پرنسپل قاضی عبدالاحد بلوچ کا تبادلہ ہوا اور نئے پرنسپل وحید اقبال نے چارج سنبھالا جو نہ صرف ایک منتظم ہیں بلکہ ایک بہترین استاد بھی ہیں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

انسانیت، انسان کی تلاش میں ہے!

تحریر: غوث بخش ناگمان
کلاس: تھرڈ ائیر بی ایس سی

انسان! جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے افضل بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ مخلوق اُسکی انتہائی عزیز ترین مخلوق ہے۔ اور اگر یہ مخلوق (انسان) اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے سے روگردانی بھی کرے، تو خالق کائنات نے اُسکی بخشش کیلئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ تاکہ وہ اپنی غلطیوں اور گناہوں کا اعتراف کر کے خلوص سے توبہ کر کے ہمیشہ کیلئے تائب ہو۔ لیکن! یہ کیا! کہ ہم انسان توبہ کرنے کے بعد بھی اپنی غلطیوں اور گناہوں پر شرمسار نہیں ہوتے، بلکہ بخشش کی امید پر مزید غلطیوں اور گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ جس مالک حقیقی کے ساتھ ہم آئندہ کے لئے غلطیوں اور گناہوں سے توبہ کرنے کا عہد کر رہے ہیں، ہم نے آخر اسی کی دربار میں جاکر حساب دینا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہماری زندگی اور سانس کی روانی ہے۔ یعنی اسکا یہ مطلب ہوا کہ ہم دھوکہ دہی اور ایفائے عہد کو توڑنے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

قارئین کرام! ہم انسان تو کہلاتے ہیں، لیکن کتنے اچھنبے کی بات ہے کہ انسان ہو کر ہم میں وہ خوبیاں نہیں ہیں جو ایک اچھے انسان کے لئے ضروری ہیں۔

ایک سخت گیر انتظامی آفیسر یا انٹرویو دینے کیلئے ہم کس قدر احتیاط، تمیز اور بن ٹھن کر جاتے ہیں، کہ ایسا نہ ہو کہ آفیسر خفا ہو۔ یا اسکے مزاج پر ہماری آمد گراں گزرے۔ لہذا ڈرتے ڈرتے انتہائی احتیاط سے ہم اسکے سامنے کھڑے ہو کر اپنا مُدعا بیان کرتے ہیں، چاہے بعد میں ہمارا کام بھی نہ بنے۔ حالانکہ وہ آفیسر بھی تو ہماری طرح کا انسان ہوتا ہے۔ ہم اسکے رعب اور دبدبے کا تو خیال رکھتے ہیں۔ لیکن جس خالقِ کائنات نے ہمیں تخلیق کیا، اس سے ہم وعدہ خلافی اور وہ بھی بار بار کرتے رہتے ہیں۔ یہ ہے ہمارا اصل! ہم میں کوئی خوفناک انجام سے بے خبر ہو کر صرف آج کی ضروریات پر خوش ہیں۔ اور اپنے تئیں خود کو یہ کہہ کر دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم دوبارہ توبہ کرلیں گے۔ اللہ کے گھر سے مایوسی نہیں ہونا چاہیئے۔ دراصل ہم میں پچھتاوے اور پشیمان کے جراثیم مفقود ہو گئے ہیں۔

آیئے ذرا یہ جائزہ لیتے ہیں کہ ہم آج کس مقام پر کھڑے ہیں۔ پوری دنیا کو دیکھ لیجیئے، انسان نے گزشتہ صدی میں جس سُرعت اور تیزی سے ترقی کی ہے اور جس تیزی سے ترقی کے منازل طے کر رہا ہے، اسی تیزی سے انسان پر قدرتی آفات، آپس کی لڑائی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

جھگڑے اور قوم و مذہب کے نام پر جس طرح انسانوں کا بے دریغ قتل عام ہو رہا ہے، اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ہمیں اپنے ملک سے باہر کی دنیا کو دیکھنے کی ضرورت ہیں نہیں، ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہر طرف موت کا رقص جاری ہے۔ آئے دن ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہم سنتے اور دیکھتے آرہے ہیں۔ کہ روز بے گناہ انسانوں کو ذاتی مفاد کی خاطر بے دردی سے قتل کیا جاتا ہے۔ کہیں عزت کے نام پر، کہیں مذہب کے نام پر اور کہیں قومیت کے نام پر، کہیں ڈاکے، چوری اور کہیں راہزنی، مسلمان ہو کر ہم مسلمان عورتوں کی عزت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ جھوٹ فریب، دغابازی، مکاری، چالاکی، عیاری، منافقت، دھوکہ دہی، کام چوری، سستی، کاہلی اپنی ذمہ داریوں سے فرار، تن آسانی، شراب نوشی اور ہر قسم کی منشیات کا استعمال، عیاشی اور غنڈہ گردی یہ ہیں وہ خوبیاں جو آج ہم میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اور اسکا انجام! آج ہم اربوں ڈالر کے مقروض ہیں۔ ہمارا بچہ بچہ قرض کی لعنت میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم وہ ہیں جو کہ غیر ملکی قرضوں پر خوب عیاشی کر رہے ہیں۔ کسی نے اس ملک کا نہیں سوچا ہے، اگر سوچا ہے تو یہ سوچا ہے کہ کس طرح بر سر اقتدار آکر اس ملک کی سسکتی ہوئی لاش کی تکہ بوٹی کیجائے۔ ہمارے کرتا دھرتاؤں نے صرف یہی سوچا ہے ؎

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

آج اگر آپ کسی ویرانے میں یا جنگل میں رات بسر کریں تو آپ کو جنگلی جانوروں کا خوف کم، لیکن کسی انسان کا کوف زیادہ ہوگا، اسکی وجہ یہ ہے کہ جنگلی جانور بھی حملہ کرنے سے پہلے اپنی زبان میں للکارتے ضرور ہیں۔ لیکن ہم انسانیت کے دعوے دار انسان نیند میں مدہوش انسانوں کو ذبح کرتے رہتے ہیں۔

اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ ایک انسان کا خون پوری انسانیت کا خون ہے۔ پھر ہم آج کس راستے پر رواں دواں ہیں، کہ معمولی تکرار، گھور کر دیکھنے یا ذاتی مفادات کی خاطر انسانوں کا قتل کر ڈالتے ہیں۔ ہم اپنی ذات میں اس قدر نڈر، بیباک اور ہٹ دھرم ہیں کہ منفی کردار ادا کرنے کے بعد بھی ہماری گردنیں شرم سے جھکنے کی بجائے فخر سے اور تن کر اکڑ جاتی ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے ناقابل تسخیر کارنامہ انجام دیا ہے۔ قتل و غارت گری کا یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں جاہل تو جاہل پڑھے لکھے افراد بصد شوق و رغبت شامل ہیں۔

ہم دور کیوں جائیں۔ ہم ضلع کیچ اور مکران ڈویژن ہی کو لے لیتے ہیں۔ آئے دن ایسی خبریں سنتے اور پڑھتے ہیں کہ روح کانپ اٹھتی ہے۔ خاندانی دشمنیوں یا قوم قبیلے کا دنگا فسادات میں، معصوم لوگ جنہیں پتہ ہی نہیں کہ دشمنی کے محرکات کیا ہیں۔ ان کا گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ متعلقہ خاندان سے رشتہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

جوڑے ہوتے ہیں۔ اس بے دردی اور انسانیت سوز طریقے سے قتل کر دیئے جاتے ہیں کہ اکثر خود مارنے والا بھی انگشت بدندان رہ جاتا ہے کہ اس نے یہ کیا کیا۔ یہ صرف ہماری جہالت، بے شعوری، بے جا ضد اور اسلام کی سُنہری تعلیمات سے دُوری کا نتیجہ ہے۔ ہم روزہ رکھ کر یا نماز پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ضرور کہتے ہیں، لیکن کیا یہ قتل وغارت گری اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو معمولی بات پر قتل کر ڈالنا، کیا صحیح اقدام ہیں؟ اس بات پر ہمارا پورا معاشرہ خاموش ہے۔ آج انسان بھوک، مفلسی، غذائی قلت، قدرتی آفات کا پے در پے شکار ہو رہا ہے۔ لیکن انہیں اربابِ اختیار اپنی من گھڑت تقاریر اور جلسے جلوسوں کے ذریعے دبانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اس سے بدتر کیفیت ہمارے جان بچانے والے مسیحاؤں کی ہے۔ انسانیت اور انسان کے بلکنے کا اس سے زیادہ خوفناک اور دہشتناک منظر کیا ہوگا کہ ہسپتالوں میں قریب المرگ مریض ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دیتے ہیں۔ ان کے لواحقین چیخ چیخ کر اپنے مریض کو اپنے سامنے موت کے مُنہ میں جاتا دیکھتے ہیں لیکن بالامر مجبوری چیخ کر اور دہائی دے کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

"ڈاکٹر" یہ لفظ ذہن میں آتا ہے تو ہم تصورات میں ایک ایسے ہستی کا خاکہ بنا لیتے ہیں جو انسان کو موت کے منہ میں زبردستی جانے سے روکتا ہے۔ ہم اسے مسیحا سمجھتے ہیں۔ لیکن آج صرف دس فیصد ڈاکٹر ایسے ہونگے، جو واقعی انسانیت کی خدمت پر یقین رکھ کر دل و جان سے اور خلوص نیت سے انسانیت کی خدمت کر رہے ہوں گے۔ وگرنہ جو لوٹ مار میڈیکل کے شعبے میں ہے، وہ سب جانتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ڈاکٹر بن کر پیسے کمانا ایک انتہائی منافع بخش پیشہ بن چکا ہے، جس کے لئے لوگ یہ جائز و ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔

مختصراً یہ کہ ہر شعبہ زندگی میں انسان اور انسانیت کی تذلیل ہو رہی ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے، جس کے بارے میں خود انسان کو انفرادی و اجتماعی طور پر سوچنا اور اس کا حل تلاش کرنا ہے۔

دوستو! آج انسانیت پکار پکار کر انسانوں سے کہہ رہی ہے کہ مجھے اپنا لو اور اپنے ہر شعبہ زندگی میں بسا لو۔ انسانیت، انسان کو تلاش کر رہی ہے۔ لیکن انسان نہ جانے کہاں کھو گیا ہے۔ وہ حرص و ہوس، خود غرضی، لالچ اور درندگی کے اس لامحدود صحرا میں گم ہو کر رہ گیا ہے جس کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے، نہ کبھی وہ سلسلہ ختم ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ انسان کٹ رہے ہیں، انسانیت سِسک سِسک کر دم توڑ رہی ہے اور دردناک بات تو یہ ہے کہ کوئی نہیں جو انسان اور انسانیت کو بچا سکے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

مقصدِ حیات اور اُسکا حصول

امان اللہ زھری : لیکچرار باٹنی

ہر ذی شعور انسان کا ضرور ایک مقصدِ حیات ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے راہ تعین کرنا اس کا اپنا فطری عمل ہے۔ اور یہ عمل پھنگوڑے سے لیکر لحد تک قائم و دائم رہتا ہے۔ ایک انسان و حیوان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ حیوان کی زندگی کا کوئی متعین مقصد اور کوئی گول (Goal) نہیں ہوتا۔ لیکن انسانوں کی زندگیوں کا ایک مقررہ مقصد اور فیصلہ شدہ نصب العین ہوا کرتا ہے۔

جب ہم اپنی زندگی میں کسی طرف کو سفر پر جانا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے سامنے اس سفر کا ایک مقصد ہوا کرتا ہے۔ کبھی تجارت کا مال خریدنے کیلئے جاتے ہیں۔ کبھی کسی اور غرض سے بہر حال اس سفر کا ایک معین مقصد ضرور ہماری آنکھوں کے سامنے ہوا کرتا ہے۔ چاہئے وہ طالب علم ہوں یا عالم و فاضل بالکل اس طرح سے خود ھماری یہ زندگی بھی ایک سفر ہے۔ اور اس سفر کا بھی ایک آغاز ھے۔ اور ایک انجام ھے۔ اس لئے کہ ہر دانشمند آدمی کو اپنے سفر حیات کا ایک مقصد متعین کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ عمدہ زندگی کیلئے ایک اعلیٰ نصب العین متعین کرنا اور پھر اس مقررہ مقصد تک پہنچنے کیلئے عزم اور استقلال سے کام لینا بھی ضروری ہے۔ اور مقصد کے ساتھ خود شناسی بھی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خود شناسی علم کی انتہاہ ہے۔

اور مقصد حیات ھمیشہ اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ متوازن طرز حیات بھی بہترین عمل ہے۔ کیونکہ جو آدمی آسمان پر تیر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کم از کم اونچے سے اونچے درخت و مقام کی چوٹی تک تو تیر پہنچانے میں یقیناً کامیاب ہوگا۔ جو لوگ نوع انسانی کی خدمت کرنا اور اس کے لئے اپنی زندگی ایثار کرنا حقیقی مقصد سمجھتے ہیں۔ وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

مقصد حیات کا راہ نہ ادھر دیکھتا ہے نہ اُدھر۔ وہ پورے یقین اور پوری طمانیت قلبی کے ساتھ آگے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بالکل اسطرح کہ طویل سفر سے آنے والا ایک تھکا، درماندہ مسافر اپنے وطن مالوف میں پہنچنے اور اپنے عزیز و اقارب کی طرف واپس جاتا ہوا کمال خوشی انتہاہی راحت اور قلبی مسرت کے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ساتھ راستے کی مشکلات اور مصائب سے آنکھیں بند کر کے آگے آگے چلتا جاتا ہے۔ کوئی رکاوٹ اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی کوئی مشکل اس کو مایوس نہیں کر سکتی۔ کوئی خطرہ اس کو ڈرا دھمکا کر اپنے فیصلہ شدہ مقصود سے نہیں ہٹا سکتا۔

مقصد حیات کا حصول یہ بھی ہے۔ کہ بلند مقصد حیات کا حصول کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس میں بڑی بڑی مشکلات اور کھٹن مصائب پیش آتے ہیں۔ اور نیک مقاصد کی راہ میں جب گناہ اور بری عادتیں عود کر آتی ہیں۔ تو اپنی بری عادتوں سے انکار کرنا اور زیادہ مشکل بن جاتا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس عادت کے پورا ہونے کے سارے مواقع اور عمل میسر آچکے ہیں۔ دراصل یہ قدرت کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ اور یہی وہ موقع ہے۔ جبکہ آپ کو "ہرگز۔ بالکل نہیں" کہہ کر اپنے نفس امارہ کو ایک کاری ضرب لگا دینی چاہیئے۔ نفس امارہ بڑا غدار ہے۔ وہ آپ کو گوں ناگوں حیلوں اور بہانوں سے پھسلانے اور مقصد حیات سے دور لیجانے کی کوشش کریگا۔ متواتر اس کو دو ٹوک جواب دیتے چلے جائیں گے تو کامیابی یقینی ہے۔

ھمیں اپنے مقصد حیات میں والدین کی خوشنودی و خدمت خلق، اسوہ حسنہ کے ساتھ ساتھ اپنا کر اپنی منزل مقصود کا تعین کر لینا چاہیئے۔ چونکہ احکاماتِ الٰہی ہی اصل منزل مقصد حیات مضمر ہے۔

❀❀❀

نظم

بھولی سی لڑکی

ثناء
(تھرڈ ایئر، پری میڈیکل)

عید کا سماں
اک بھولی سی لڑکی
ہاتھوں پہ بھڑکے انگارے سجائی ہوئی
جیسے! حِنا کے پھول ہوں
اس کی آنکھیں
جیسے کشتی ہوں
آنسو جیسے سمندر ہوں
جیسے آنکھیں سمندر میں ڈوبتی جا رہی ہوں
اور وہ لڑکی تھی
پل پل اپنوں سے قتل ہونی والی
جتنی خوبصورت مہندی کے نقش ہتھیلی پہ
اتنی درد کی پرچھائیں، کھٹن مرحلہ
پھر بھی وہ لڑکی دیدارِ چاند عید سے
گلاب کی سی کھل اٹھی
لیکن!
وہ خوشی پل دو پل کی تھی

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

دِل کی زندگی

منیر احمد
لیب اسسٹنٹ

آج دلوں کی سرزمین اس قدر بنجر ہو گئی ہے کہ اس میں کوئی روئیدگی، کوئی سبزہ مہر و وفا کی کوئی کونپل تک نہیں پھوٹتی۔ ہر فرد اپنے دل کے ہاتھوں پریشان ہے۔ دوسرے انسان کے دل کی آہوں سسکیوں کو سننے کی صلاحیت سے بھی محروم ہے۔ اپنے گھر سے لے کر باہر کی وسیع دنیا تک دلی صدمے وافر میسر ہیں۔ غم جگہ جگہ ملتا ہے۔ نفرت و کدورت کے چرکے قدم قدم پر لگ رہے ہیں۔

ہمارا دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہمارے سینوں میں دل اور دل میں جذبات محبت موجود رہیں۔ زندگی ایک پھول ہے اور محبت اسکی مٹھاس ہے۔ محبت کی خوبصورت راہنمائی ہمارے خالق نے اور اسکے رسول ﷺ نے کی ہے۔ فرمایا کہ اہل ایمان کے دلوں کو محبت الٰہی جوڑتی ہے نہ کہ دولت، روئے زمین کے خزانے لٹا کر ہی دلوں میں محبت کی جوت نہیں جگائے جاسکتی۔ ماں کے دل میں بچے کی بے پناہ محبت ڈال دیتا ہے۔ پھر باپ کے دل میں، بھائی کے دل بھائی سے محبت۔ محبت جہاں بھی ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر تو اپنے خالق سے اور اسکے رسول ﷺ سے محبت حاصلِ زندگی ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا "اس شخص نے ایمان کا شیریں مزہ پالیا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا"۔ رضائے الٰہی کی مٹھاس تمام حلاوتوں سے زیادہ میٹھی ہے۔ ہم بے نصیب مسلمان اس مٹھاس سے اپنے دل خالی کر بیٹھے۔ اب محبت الٰہی کی حلاوت کہاں سے نصیب ہو۔ یہ کلام اللہ سے حاصل ہوگی۔ جب قرآن کریم کو دل کی دھڑکنوں میں اتارا جائے گا۔ تو حُبِ الٰہی کی سرسبز شاخیں، کونپلیں اور کلیاں کھل جائیں گی۔ آگاہ رہو۔ ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ذہنی سکون کی تلاش میں لوگ ملک ملک پھرتے ہیں۔ اطمینان قلب ظاہری نماز روزہ کرنے والوں کو بھی کم ہی میسر آتا ہے۔ کیونکہ دلوں میں حبِ الٰہی کے برابر برابر اور کبھی بالاتر اور بہت سی چیزوں کی محبت حسین بتوں کی شکل میں سجائی ہوتی ہے۔

ایک صحابیؓ نے رسول ﷺ سے پوچھا "حضورؐ ایسا عمل

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بتائیں کہ خدا اور بندگان خدا مجھ سے پیار کرنے لگیں"۔ آپؑ نے فرمایا" دنیا سے بے نیاز ہو جا، خدا تجھ سے پیار کرے گا"۔ اسی کو استغنا کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا"استغنا کی شان مقام دل ہے"۔ ہمارے ماحول میں زاہد اسے سمجھتے ہیں، جو تارک دنیا ہو۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے ہو۔ کسی گندی کٹیا میں بسیرا ہو۔ کسی سے سیدھے منہ بات نہ کرے۔ حالانکہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق زاہد یہ ہے کہ دل غیر اللہ سے بے نیاز ہو جائے۔ چاہئے امیر ہو غریب ہو، اسے دل میں حُبِ الٰہی کا بیج ثمر بار ہوگا۔ چاہئے اسے عبادت و ریاضت، مرحل چلہ کشی کا کوئی موقعہ ہی نہ ملا ہو۔ تخم حُبِ الٰہی اسے دل کی زرخیز زمین کو مالا کر دے گا۔ فرعون کا جبر و قہر ایسے مومن کے ایمان اور اطمینان کو زرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ اسے سولی پر لٹکانے کا حکم مل جائے تب بھی برملا کہے گا" تو جو کچھ کرنا چاہے کرے، اب مجھے اپنے خدا کی محبت کے سوا کسی کی پرواہ نہیں ہے"۔ دورِ حاضر میں مادہ پرستی نے اکثریت کو دولت کا پجاری بنادیا ہے۔ جس کے نتیجے میں دلوں کے اندر بے اطمینانی ہے۔ حصول سکون کے لئے نشہ آور چیزیں استعمال ہورہی ہیں۔ راتوں کو فطری نیند غائب ہے۔ نیند آور دوائیں استعمال کرکے منصوعی طریقے سے نیند کا سامان پیدا کیا جاتا ہے۔ بجلی کی تیز روشنیوں نے رات کے ستاروں کی جھلملاہٹ اور چاند کے نظاروں کی آیات کے نور سے محروم کردیا ہے۔

ٹیلیویژن نے اہل ایمان کا ٹائم ٹیبل ایسا تلپٹ کیا کہ نہ نماز عشاء باجماعت مقدر ہوتی ہے، نہ مسنون طریقے سے نماز عشاء کے فوراً بعد سونا قسمت میں ہے۔ نہ وقتِ سحر بیداری کو توفیق رہی۔

شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

حضور اکرمؐ نے فرمایا"جو کوئی اللہ کی ملاقات کا آرزومند ہوگا۔ اللہ کو اس سے ملنے کی چاہت ہوگی"۔ خالق کی محبت دل میں جاگزیں ہو تو پھر اسکے رسول ﷺ کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی راہنمائی خدا تک رسائی کا ذریعہ ہے۔

ایک رات حضرت عمرؓ رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت کرتے کرتے ایک گھر کے پاس سے گزرے جس میں ٹمٹماتا ہوا چراغ جل رہا تھا۔ اندر ایک بڑھیا اون دھنک رہی تھی، ساتھ ساتھ محبت رسول ﷺ کا ترانہ نہایت جوش و خروش سے گا رہی تھی: "موتیں تو بہتیری آتی رہتی ہیں۔ کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے مرنے کے بعد میرے حبیب و محبوب سے ملاقات ہوگی۔ اور زیارت نصیب ہوگی"۔ یہ ترانہ محبت سن کر حضرت عمرؓ کے قدم وہیں رک گئے۔ دل گرفتہ ہو کر بیٹھ گئے۔ بہت دیر تک یادِ رسول ﷺ میں روتے رہے۔

حضور ﷺ کی نعش مبارک صحابہ کرامؓ دفن کرکے فارغ ہوئے۔ خادم رسول ﷺ حضرت انسؓ سے دختر رسول ﷺ فاطمہؓ بتولؓ نے پوچھا "انسؓ!

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کس حوصلے سے حضور ﷺ کے جسد مبارک پر مٹی ڈال کر آئے"۔ وفات نبیؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور انسؓ حضورؐ کی رضاعی ماں کے ہاں پہنچے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ابو بکرؓ و عمرؓ نے کہا کہ کس لئے روتی ہو۔ حضورؐ کے لئے اللہ کے پاس اس دنیا سے بہتر نعمتیں ہیں۔ خاتون نے کہا بلکل مجھے علم ہے کہ خدا کے ہاں دنیا سے بہت بہتر انعام ہیں۔ مگر میں تو اسی صدمے سے روتی ہوں کہ حضورؐ کے جانے کے بعد آسمانوں سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔ یہ بات سن کر شیخین بھی رونے لگے۔

ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا جب مجھے اپنی اور آپؐ کی موت یاد آتی ہے میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ آپؐ جنت میں داخل ہونے کے بعد انبیاؑ کے ساتھ اعلیٰ منازل میں ہوں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں جنّت میں آپکی زیارتوں سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضورؐ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ تو جبرائیلؑ وحی لے آئے کہ "جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے، عملی محبت وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے"۔ حضرت سہلؓ بن عبداللہ کہتے ہیں حُبِ الٰہی کی نشانی حُبِ قرآن، حُبِ قرآن کی علامت نبیؐ، حُبِ نبی کی علامت حُبِ سُنّت، حُبِ سُنّت کی علامت حُبِ آخرت، حُبِ آخرت کی علامت بغضِ دنیا اور بغض دنیا کی علامت یہ ہے کہ دنیا کا ذخیرہ کرنے کے بجائے توشہ آخرت لے کر آخرت تک پہنچ جائے۔

کاش! آج کے اندھے دانش وروں کو آنکھیں نصیب ہوتیں تو رہبر کامل حضور ﷺ کی جامع کمالات شخصیت نظر آجاتی۔ جن کو زندگی میں پاکیزگی ہی پاکیزگی، افکار و کردار کا حسین امتزاج، جن کی حیاتِ مبارکہ سراسر خلقِ خدا کے لئے رحمت ہی رحمت۔ پوری تریسٹھ سالہ زندگی ایسی بے داغ چمکتی چادر کہ کوئی معمولی دھبہ نہ دکھایا جا سکے۔ اس رہبرؐ کامل کے ہوتے ہوئے ادھر اُدھر بھٹکتے پھرنا کیسی بے نصیبی ہے۔

حُبِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ آپؐ کی پوری پوری فرمانبرداری کی جائے اور ساری زندگی اسی عہد لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ مُحَمّد رسول اللّٰہ کی وفا میں گذر جائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے، اس کا ہاتھ محبت سے پکڑتا ہے، تو دونوں کے گناہ یوں جھڑتے ہیں، جیسے خشک درخت کے پتے تیز ہوا میں جھڑتے ہیں۔ چاہے دونوں کے گناہ سمندروں کے جھاگ کے برابر ہوں۔ سب معاف ہو جاتے ہیں۔ مومن کی شان گلاب کے شگفتہ و دلکش پھول کی طرح ہے جس شاخ پر مسکرا رہا ہوتا ہے، وہ شاخ کانٹوں سے بھری ہوتی ہے، اسے دوسروں سے زخم پہنچیں تو بھی یہ کسی کو ذرا دکھ نہیں دیتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا لوگوں سے محبت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کرنا آدھی عقل مندی ہے۔ یعنی دیگر تمام امور حیات کی دانائی ایک طرف اور صرف انسانوں سے محبت عمل ایک طرف۔ حضور ﷺ نے فرمایا مومن سراپا محبت و الفت ہے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے الفت رکھتا ہو، نہ کوئی دوسرا اس انس رکھے۔ تمنا ہر فردِ بشر کی یہ ہے کہ لوگ مجھ سے پیار کریں۔ نسخہ نہایت سادہ اور آسان ہے کہ آپ ہر کسی سے پیار کریں، لوگ آپ سے پیار کرنا شروع کردیں گے۔

مگر مومن کی شان صرف یہ ہی نہیں کہ خود صاف دل رہے بلکہ دوسروں کے دل کی صفائی کا اہتمام کرے۔ کسی کو کسی سے غلط فہمی ہے تو اسے رفع کروائے تاکہ سب کے دل ایک دوسرے کے لئے صاف ہوں۔ دل صاف ہوجائیں تو زبان خود بخود صاف ہوجاتی ہے۔ خداوند کریم ہمیں ان ارشادات نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب کرے۔

آج ہمارے اڑوس پڑوس میں کتنے مظلوم و مجبور مرد و عورتیں، بچے بوڑھے سِسک رہے ہیں، بلک رہے ہیں۔ کون ہے جو حضور ﷺ کی طرح دوسروں سے دکھ سہہ کر ان کے سکھ کا سامان کرے۔ کون ہے جو دشمن سے پتھر کھاکر انہیں نیک دعائیں دے۔ کون ہے، جو سرِ شام پریشان حال بڑھیا کی سامان اٹھاکر اسے منزل تک پہنچا آئے۔ کون ہے جو ابوبکرؓ کی طرح رات کی تاریکی میں ایک معذور بڑھیا کے گھر کی صفائی کرے۔ کون جو عمرؓ کی طرح راشن اپنے کمر پر اٹھاکر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر کسی خانہ بدوش کی مدد کو جا پہنچے۔ کون جو عثمانؓ کی طرح اپنا سارا مال تجارت جہاد میں جھونک دے۔ کون ہے جو علیؓ کی طرح دشمن کے سینے پر بیٹھ کر صرف اس لئے اسے چھوڑ دے کہ اس نے منہ پر تھوک دیا تھا۔ کون ہے جو دخترِ حاتم طائی کو ننگے سر گرفتار دیکھ کر اپنی چادر مبارک سے اسکا سر ڈھانپ دے۔

ہے کوئی آج جو اپنے ملازم کو سواری پر بٹھا کر خود پیدل چلے، ہے کوئی جو مہمان کو کھلا کر خود بھوکا سوجائے۔ ہے کوئی جو اپنے اوپر کوڑا پھینکنے والی کی عیادت کرے۔ ہے کوئی جو غریبوں کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی دلجوئی کرے۔ اللہ کی محبت، اس کے رسول ﷺ کی محبت مسلمان بھائی کی محبت، انسانوں کی محبت جو اللہ کی عیال ہیں۔ یہی دل کی زندگی اور قوت کا سامان ہے اور دل کی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔

* * *

اُس سے خاموش کلامی کی ہے
بند آنکھوں میں اُسے دیکھا ہے

یاد کے ہاتھوں سے پکڑا ہے اُسے
دل کی باہوں میں اُسے دیکھا ہے

عطا شاد

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہمارا مُطالعاتی دورہ

غفور مُحتاج کلاس تھرڈ ایئر

نومبر ۲۰۰۰ء کی شام چار بجے ہم تربت سے مطالعاتی دورہ کیلئے روانہ ہوئے اور بارہ نومبر، صبح ۹۔۳۰ بجے کراچی چڑیا گھر Garden کا دورہ کیا۔ یہاں ہم نے مختلف قسم کے جانور دیکھے۔ ہم ۶۔۳۰ بجے ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر ہم نے ٹرین کی روانگی کا انتظار کیا اور پھر رات ۷۔۲۰ بجے ٹرین کراچی سے پشاور کی طرف روانہ ہوا۔ ۱۳ نومبر کی صبح ۸۔۱۵ بجے سمہ سٹہ اسٹیشن میں ناشتہ کیا۔

شام ۴۔۳۰ بجے کو فیصل آباد پہنچے اور ۴۔۵۰ بجے پھر روانہ ہوئے۔ دو دن بعد ہم پشاور پہنچے اور پشاور یونیورسٹی میں ٹھہرے اور دوسری رات اسلامیہ کالج کے ہال میں قیام کیا اور ۱۵ تاریخ کی صبح کالج کے مختلف ادارے دیکھے۔ لائبریری بھی گئے، اس لائبریری میں ۸۰ ہزار کتابیں موجود تھیں، جن میں ۵۰ ہزار سائنسی کتاب اور ۳۰ ہزار آرٹس کی کتابیں موجود تھیں۔ اس لائبریری میں ۱۱سو سال پرانے نادر و نایاب کتابیں بھی رکھے گئے تھے۔ یہ پاکستان کا سب سے بڑا لائبریری ہے۔ اسلامیہ کالج کا سنگ بنیاد ۱۹۱۳ میں رکھا گیا۔ ۶۔۳۰ بجے ہم لوگ آرمی میوزیم پشاور گئے۔ ۱۶ نومبر اگلے دن صبح ۱۰۔۲۰ بجے ہم علاقہ غیر کی طرف روانہ ہوئے جب ہم درۂ خیبر پہنچے تو وہاں ہمیں یہ بتایا گیا کہ یہاں چار قبائل آباد ہیں (۱) آفریدی (۲) شنواری (۳) ملاگوری (۴) مسلمانی۔ اس کے بعد ہم نے دن کا کھانا علاقہ غیر لنڈی کوتل کے مقام پر کھایا اور وہاں کا دورہ کرنے کے بعد پھر ہم اپنے رہائشی مقام پر آگئے یعنی خیبر یونیورسٹی جو ۱۹۴۲ میں قائم ہوا تھا۔ دوسرے دن ۱۷ نومبر شام ۴ بجکر ۴۵ منٹ پر اسلامیہ کالج کے بس پر سوار ہو کر اسلام آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے رات ۸۔۳۰ بجے اسلام آباد پہنچے اور رات کا کھانا مظفر گڑھ ہوٹل میں کھایا۔ رات ہمیں نیشنل ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر ہوٹل میں قیام کیا پھر ۱۹ نومبر صبح ۹ بجکر ۲۵ منٹ پر ہم لوگ گرلز کالج کی بس کے ذریعے مری کی طرف رواجہ ہوئے۔ ۱۱ بجے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

مری پہنچنے کے بعد پھر ہم ۳۵۔۱۱ پر نیو مری پہنچے۔ نیو مری بہت خوبصورت ، سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ وہاں ہم چیئر لفٹ پر سوار ہوئے اور خوب انجوائے کیا۔ پھر وہاں سے ہوتے ہوئے ہم لوگ گرین گارڈن پہنچے وہاں ایک خوبصورت جھیل ہے۔ ۴ بجکر ۴۰ منٹ پر ہم لوگ فیصل مسجد پہنچے جسے بہت خوبصورت انداز سے بنایا گیا ہے۔اس مسجد کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ویسے تو یہ مسجد سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے لیکن دیکھنے میں آئینہ کی مانند تھا اس کے کونے میں سابق صدر ضیاالحق کا قبر بھی ہے۔ شام ۰۰۔۶ بجے فیصل مسجد سے واپس ہوئے ۔ اسلام آباد میں رہائش اور بس کا انتظام وفاقی وزیر تعلیم بانک زبیدہ جلال نے کی تھی (جسکے لئے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ بھر پور تعاون کی تھی)۔ ۲۰ نومبر ۱۰ بجکر ۱۵ منٹ میں ہوسٹل سے روانہ ہوئے اور ۳۰۔۱۰ بجے قائداعظم یونیورسٹی پہنچے قائداعظم یونیورسٹی کا سنگ بنیاد جنرل آغا یحیی خان نے ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۱ کو رکھا تھا۔ جو اسلام آباد میں ہے ایک بجکر ۳۰ منٹ پر موٹروے کے پہلے اسٹاپ پر پہنچے جس کے دونوں طرف سرسبز وشاداب باغات لگے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد منڈی بہاول دین آیا اور اس کے بعد مالٹے کے خوبصورت باغات شروع ہوئے۔ ۶ بجکر دس منٹ پر دریائے چناب پہنچے، پھر چلتے چلتے گاڑی کے بریک خراب ہوئے اور گاڑی کے بریک ٹھیک کرنے کیلئے قریب ہی شہر پنڈی بھٹیاں ہی میں گاڑی کے بریک بنائے اور پھر موٹروے پر سفر شروع کیا۔ ۱۰ بجکر ۱۲ منٹ پر گاڑی پھر سے خراب ہو گیا اور ڈرائیور لاہور میں مستری لانے گیا اور ہم نے یہاں ساری رات گاڑی میں گزاری۔ صبح ۶ بجے مستری نے گاڑی ٹھیک کر دیا۔ چلتے چلتے ہم ۸ بجکر ۱۰ منٹ پر لاہور پہنچے وہاں ہم نے پنجاب یونیورسٹی کے حضرت عمر ہال میں قیام کیا ۲۲ نومبر کی صبح ۱۱ بجے ہم انار کلی بازار گئے وہاں ہم نے خوب انجوائے کیا اور کچھ چیزیں بھی خریدیں اور اس کے بعد لاہور کے عجائب گھر گئے۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نشان پاکستان صدر مملکت نے بروز منگل مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۷ء کو اس عجائب گھر کا افتتاح کیا تھا اس عجائب گھر میں ہاتھی کے دانت سکھوں کا مذہبی کتاب، دربار صاحب کا ماڈل بہت پرانے ہتھیار اور راجہ رنجیت سنگھ کے استعمال کے کپڑے بھی موجود ہیں۔ شاکر اکبر عید کے مسجد کا کتبہ ۹۷۶ء اور بہت سے پرانی اشیا اس عجائب گھر میں موجود ہیں۔ ہم پھر بادشاہی مسجد گئے وہاں ہم نے باشاہی مسجد کو دیکھا پھر شاہی قلعے کا سیر کیا پھر بعد میں مینار پاکستان کا دورہ کیا جو کہ بہت ہی خوبصورت تھی۔ وہاں ہم نے انجوائے خوب کیا۔ اور بعد میں ہم نے علامہ اقبال کے مزار پر حاضری دی جس کے ارد گرد قالین بچائے گئے تھے اور یہ مزار سنگِ مرمر سے بنایا گیا تھا ہم نے شیش محل بھی دیکھا جس کے چاروں طرف شیشے لگے ہوئے تھے پھر یہاں سے ہم یک

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہوٹل میں گئے اور کھانا کھایا پھر ۴ بجکر ۳۵ منٹ پر ریس کورس پارک پہنچے اس پارک کے اندر ورزش اور کُشتی کے اوزار بھی موجود ہیں اس پارک کے اندر پڑھنے کا جگہ بھی ہے۔ جب ہم پارک سے واپس نکل رہے تھے تو ہلکی سی بارش ہو رہی تھی اور ۶ بجکر ۱۵ منٹ پر گلشن پارک پہنچے ہم نے اس پارک میں خوب انجوائے کیا۔ جھولے اور بہت سی چیزوں سے مزہ اٹھایا ۷ بجکر ۵ منٹ پر ہم سوار ہو کر ساڑھے ۷ بجے ہاسٹل پہنچے اور رات کو ۱۰ بجے لبرٹی مارکیٹ دیکھنے گئے۔

۲۴ نومبر کی صبح ۸ بجے ہم لوگ ہوسٹل سے روانہ ہوئے اور ۹ بجے چڑیا گھر پہنچے چڑیا گھر میں نے بہت سے جانور دیکھے اور وہاں سے واپس نکل کر پونے دس بجے ہم شالامار باغ پہنچے یہ باغ شاہ جہاں نے تعمیر کیا تھا اس کی تعمیر ۳ ربیع الاول ۱۰۵۱ء شروع ہو کر ایک سال پانچ ماہ میں مکمل ہوا اس کا رقبہ تقریباً چالیس ایکڑ ہے اس میں بہت سے درخت لگائے گئے ہیں پھر یہاں سے ہم سوزو پارک گئے جتنی رونق میں نے اس پارک میں دیکھا میں نے کہیں اور نہیں دیکھا تھا اس پارک کے اندر جانے کا ٹکٹ ۸۵ روپیہ ہے۔ اور اس سوزو پارک کے اندر جتنے بھی شیا ہیں اس میں مفت سوار ہو جائیں سوا دو کو ہم سوزو پارک سے واپس آگئے اور دن کا کھانا ہم نے جی ٹی ہوٹل میں کھایا۔ انڈیا اور پاکستان کے بارڈر پر گئے۔ سلامی میں پاکستان اور انڈیا کے جنڈے اتارے گئے اور گیٹ بند ہو گئے سوا ۵ بجے ہم بارڈر سے واپس ہو گئے۔ ۲۵ نومبر کی صبح ۸ بجکر ۳۰ منٹ پر فیصل آباد روانہ ہوئے ۹ بجکر ۴۰ منٹ پر شیخوپورہ پہنچے پھر اپنا سفر جاری کرتے ہوئے ۱۲ بجے ہم فیصل آباد پہنچے ایگریکلچر یونیورسٹی گئے اقبال آڈیٹوریم زرعی یونیورسٹی کا افتتاح جناب لیفٹیننٹ جنرل سوار خان نے بروز بدھ ۴ اپریل ۱۹۷۹ء میں کیا تھا سوار خان گورنر پنجاب بھی رہ چکے ہیں۔ یہ یونیورسٹی ۱۹۰۶ء میں قائم ہوئی ۱۹۶۲ء میں اسے یونیورسٹی کا درجہ ملا۔ اس کے لائبریری میں دو لاکھ کے قریب کتابیں ہیں جس میں ۱۸ سو طلباء کے بیٹھنے کی گنجائش ہے یہ بہت بڑی خوبصورت لائبریری ہے اس میں تقریباً ۸۰ کے قریب کمپیوٹر کے حصے موجود ہیں۔ اکثر کمپیوٹر سے کتابیں پڑھتے ہیں پھر یہاں سے واپس فیصل آباد کے بازار گھنٹہ چوک گئے وہاں ہم نے شاپنگ کیا کپڑے (کھدر کاٹن) لئے اور ۶ بجکر ۴۵ منٹ پر ہم وہاں سے روانہ ہوئے ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر ہم لوگ لاہور پہنچے۔

۲۶ نومبر کی صبح ۹ بجے ہم لوگ اردو بازار گئے اس کے بعد شام ۶ بجے ہم لوگ قذافی اسٹیڈیم گئے پھر وہاں سے آکر ہم ہوسٹل پہنچے۔ اور سارے سامان لئے ۷ بجے ہوسٹل سے نکل کر ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے ۹ بجے ہم لوگ اسٹیشن پہنچے ۱۰ بجکر ۱۵ منٹ پر ہم لوگ ٹرین پر سوار ہو کر کراچی کی طرف روانہ ہوئے ۲۷ نومبر کی صبح ۸ بجکر ۱۵ منٹ پر رحیم یار خان

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پہنچے سوا دو بجے ہم لوگ نواب شاہ پہنچے پونے چار بجے ہم لوگ ٹنڈو آدم پہنچے ۴ بجکر ۲۵ منٹ پر ٹرین کینٹ اسٹیشن کراچی پہنچا وہاں ہم لوگوں نے اپنے سامان لے کر ایک بس پکڑی اور سوار ہو کر پھر عمر لین لائبریری ہال لیاری پہنچے یہ رمضان المبارک کی پہلی رات تھی ہم نے وہاں رات گزاری ۲۸ نومبر یک رمضان کی صبح دس بجے ہم لوگ کلفٹن آگئے ساڑھے تین بجے ہم لوگوں نے اپنے شہر تربت جانے کا انتظام کیا ۴ بجکر ۴۵ منٹ پر بس کراچی سے روانہ ہو گئی اور دوسرے دن ۲۹ نومبر کو ہم لوگ بخیریت تربت پہنچے۔

چار آدمیوں کا ایک ہی جھگڑا

"تم خود کو پہچانو"

"پھر میں تم کو جانوں"

"کون ہو تم؟"

"اور میں ہوں کون!"

"کون کسے پہچانے"

جانے

جانے دد

عطا شاد

معلوماتِ اقبال

☆ شاعر مشرق اور حکیم الامت علامہ اقبال کو کہتے ہیں۔

☆ علامہ اقبال کے والد محترم کا نام شیخ نور محمد تھا۔

☆ علامہ اقبال کی والدہ محترمہ کا نام امام بی بی تھا۔

☆ علامہ اقبال کے دادا جان کا نام شیخ محمد رفیق تھا۔

☆ علامہ اقبال کے چچا کا نام شیخ غلام محمد تھا۔

☆ علامہ اقبال کے سسر کا نام ڈاکٹر عطا محمد خان تھا۔

☆ علامہ اقبال کے اکلوتے بھائی کا نام شیخ عطا محمد تھا۔

☆ علامہ اقبال کی بیٹی کا نام معراج بیگم تھی۔

☆ علامہ اقبال کے قریبی دوست کا نام مولوی میر حسن کے بیٹے سید محمد تقی تھا۔

☆ علامہ اقبال کی کتاب "پیام مشرق" کا پورا نام "پیام مشرق (در جواب دیوانِ شاعر المانوی گوئیٹے" ہے۔

☆ علامہ اقبال کی آخری کتاب کا نام "ارمغان حجاز" ہے۔

☆ علامہ اقبال کو ۹ بجکر ۴۵ منٹ پر بوقت شب قبر میں اتارا گیا۔

سجاد حبیب جوسکی (کیچ)

گورنمنٹ عطا شاد ڈگری کالج تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بچوں کی شخصیت پر والدین کے اثرات

اسماء شمیم
لکچرار ہوم اکنامکس

بچے کی زندگی بالعموم والدین کی زندگیوں کا مرقع ہوتی ہے وہ اپنی زندگی کے ابتدائی تجربات والدین اور خصوصاً ماں کے توسط سے حاصل کرتا ہے لہذا ماں کی گود بچے کی ابتدائی تربیت گاہ ہے اور یہ ایسی درس گاہ ہے کہ یہاں کا سیکھا ہوا ذہن و قلب پر پتھر کے نقش سے بھی زیادہ دیرپا ہوتا ہے اور ساری عمر نہیں بھولتا یہیں سے وہ مختلف عادات و اطوار اور اوصاف و اقدار سیکھتا ہے اور یہیں سے کردار کی بنیاد (Fundamental behaviour) کا تعین ہوتا ہے۔ اگر بچے کو باپ کی قربت حاصل ہو جائے یہ قربت اس کی عملی اور سماجی زندگی کی بنیاد استوار کرتی ہے۔ بچہ زندگی کے اوائل میں جس طرز حیات کا تعین کرلیتا ہے یعنی وہ ماحول سے کچھ لیتا ہے یہ تمام چیزیں زندگی بھر کیلئے ناقابل تسخیر بن جاتی ہیں اور وہ اس کے مطابق اپنی آئندہ زندگی بسر کرتا ہے یعنی والدین کا رویہ اور تعلقات بچے کی زندگی میں نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔

گھریلو تربیت بچوں کی کردار سازی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے تین برس کی عمر تک بچے کی جذباتی زندگی کی بنیاد تقریباً مکمل طور پر مضبوط ہو جاتی ہے اس عمر میں والدین جس انداز میں چاہیں بچوں کو ڈھال لیں یعنی یہ وہ عمر ہے کہ اگر والدین چاہیں تو بچے کو متوازن شخصیت والا، نڈر، اور خوددار بنائیں۔ یا ایک کم اہمیت وہمی اور بزدل نوجوان بنالیں۔

والدین کے غلط رویے بچے کے دل میں گھر کرلیتے ہیں جو کہ آئندہ زندگی میں مسرت، مطابقت، توازن اور کامیابی کے امکان کو کم کردیتے ہیں ایسے بچے بڑے ہو کر ذہنی خوف کی بیماریوں کا شکار رہتے ہیں لہذا گھر کا ماحول بہتر رکھنا بچے کی متوازن شخصیت کی نشو و نما کیلئے ناگزیر ہے۔ بچوں کو ماحول سے متعلق معلومات میں اضافہ کرکے ان میں اعتماد اور یقین پیدا کرنا ماں باپ کی ذمہ داری ہے۔

یہ تمام باتیں اس بات کی طرف راغب کرتی ہیں کہ بچے اور والدین کے تعلقات، والدین کا رویہ بچے کی شخصیت کو بگاڑنے اور بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ متوازن ماحول میں صحت مند خطوط پر بچوں کی معاشرتی اور نفسیاتی تربیت کریں تاکہ معاشرے میں بچے خود کچھ کرنے کے لائق ہو سکیں۔

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

غزل

رہِ وفا میں بے اختیار کیوں ہوتے ہیں
اہلِ دل ستم شعار کیوں ہوتے ہیں

دیکھا پہلو میں رقیب تو سمجھ میں آیا
ہر پھول کے پاس خار کیوں ہوتے ہیں

جانے کب بھاگے ساتھ چلنے والے سب
مطلبی آج کل یار کیوں ہوتے ہیں

میرے غم تو شماریاں نہیں ہوتے
جانے ان کے غم شمار کیوں ہوتے ہیں

کسی کو دیکھ کر ہنسی خوشی باقرؔ
شہر کے لوگ بے قرار کیوں ہوتے ہیں

باقر علی شاکر
لکچرار اردو

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

غزل

حسن فطرت کا دیکھنا اچھا
بادلوں کی پانی سے بھیگنا اچھا

ہے تصرفِ حسن شمار عبادت
فطرت میں خدائی دیکھنا اچھا

ہوتی ہیں اداؤں سے خوبی بیان
نظاروں سے رشتہ جوڑنا اچھا

کرتے ہیں نظارے سب لیکن
ہستی ہوئی کلی کو دیکھنا اچھا

زمانے میں ہے دوستی سے اک نہ اک غرض
بدلتی نگاہوں سے منہ موڑنا اچھا

کرتا ہوں روز دعا لیکن امانؔ
ان کی نظرِ بد سے بچنا اچھا

امان اللہ زہری
لیکچرار باٹنی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نیوٹن نامہ

گھرام جت
فرسٹ ایئر پری میڈیکل

دوستو! نیوٹن کون ہے؟ یہ تو سب کو پتہ ہو گا۔ لیکن یہاں ایک سوال اٹھتا ہے، جو مجھے ستا رہا ہے وہ یہ کہ اگر نیوٹن نہیں ہوتا تو کیا ہوتا؟؟

نیوٹن نہ ہوتا...... تو...... تو...... وہی ہوتا جو منظورِ خدا ہوتا۔ لیکن ایک بات ہے کہ اگر نیوٹن نہیں ہوتا تو ثقل کا قانون ہی نہیں ہوتا۔ فزکس نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی بھی تو آدھی رہ جاتی، ہمارے کورس کے کتاب لمبے نہ ہوتے، امتحان میں سوال کم آتے، نقل میں بھی آسانی رہتی اور نیوٹن کے قوانین کو دیکھ کر جن سائنسدانوں نے کئی اور قوانین بنائے وہ بھی شاید نہ ہوتے۔ لیکن یہ گارنٹی بھی نہیں کہ اگر نیوٹن پیدا نہیں ہوتا تو اس کی برادری میں سے کوئی اور پیدا ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ نیوٹن کے بدلے پیوٹن ہوتا اور وہ بھی سیب یا آم کے گرنے سے کوئی قانون بنالیتا۔ ویسے اگر نیوٹن پیدا نہیں ہوتا تو شاید ہمیں بھی ایک آدھ چانس مل جاتا۔ اور نیوٹن کے بدلے محمد خان، نور زمان، یا شیر زمان، عبدالمنان یا کسی اور خان مان کا قانون ہوتا۔ لیکن کیا کروں، میں اگر وگر کے چکر میں نہیں پھنسنا چاہتا۔ جبکہ منٹو (سعادت حسن) نے بھی اگر وگر پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس کے چکر میں پھنسا جائے تو دنیا کی تاریخ آدھی کی آدھی رہ جائے گی۔

خیر اب چھوڑیئے ان سب باتوں کو ختم نہیں کریں گے تو بڑھتے ہی جائیں گے۔ اب آتے ہیں نیوٹن کہ قوانین کی طرف جنہیں بیان کرنے کیلئے ہمت و طاقت کی ضرورت ہے۔ خدا ہمیں ہمت دے۔

کہتے ہیں کہ سائنسدانوں کے چہیتے نیوٹن صاحب غالباً سیب کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک سیب درخت سے نیچے گر پڑا۔ یعنی درخت سے گرا نیوٹن کے گود میں اٹکا۔ اب نیوٹن صاحب کی باچھیں کھل گئیں اور وہ سوچنے لگے کہ یہ سیب اوپر نیچے یا پھر ادھر اُدھر کیوں نہیں گئی؟ لیکن اب انہیں کون سمجھائے کہ سیب نیچے نہیں آتی تو

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کہاں جاتی۔ وہ کہیں آجا بھی نہیں سکتی۔ مجبوری میں زمین پر ہی گری۔ خیر یہ ہوئی نیوٹن کی پہلی سیڑھی یعنی کشش ثقل کا قانون۔ آگے جا کر نیوٹن نے کیا کیا یہ تو سب کو پتہ ہے۔ لیکن میں وقت نہیں گزارتا کہ سیب کہاں سے آئی، کدھر گئی؟ بلکہ وہ سیدھا اس باغ کا مالک بن جاتا۔ خیر اپنی اپنی قسمت۔ نیوٹن کے قوانین کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ بے روزگار تھا۔ اس لئے ٹائم پاس کرنے کے لئے اس نے ساری زندگی مغزماری کی اور قوانین بنائے۔ ویسے بھی ان قوانین کو بنانا اور انہیں ترتیب دینے کے لئے ان کا وقت اچھا خاصا گزرتا تھا۔ اب ذرا نیوٹن کے قوانین پر غور کیجیے گا۔ اپنے پہلے قانون میں نیوٹن ایک مثال دیکر کہتا ہے کہ ایک فٹبال کو کک ماری جائے تو وہ ہمیشہ اپنی یہ حرکت جاری رکھے گی۔ "اگر" اس پر ہوا کی مزاحمت، زمین کی رگڑ اور کشش ثقل اثر انداز نہ ہوں تو۔ نیوٹن کا یہ قانون دیکھنے میں کمزور لگتا ہے کیونکہ اس میں کئی شرائط عائد کر کے کہا گیا ہے کہ اگر یہ ہوتا تو وہ ہوتا۔ اگر وہ ہوتا تو یہ ہوتا۔ بے چارے نے اتنی شرطیں عائد کر دیں کہ ہمارے ہاں شادیوں میں بھی اس کا رواج نہیں۔ ویسے ہمارا مشورہ ہے کہ فٹبال کو کِک مارو ہی نہیں۔ تاکہ مزاحمت، کشش، رگڑ، کچھ بھی نہ رہے۔ کیونکہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

نیوٹن صاحب بھی کیا عجیب آدمی تھے جو اپنے تمام قوانین "جو یوں ہوتا تو کیا ہوتا" کے اصول کے تحت بنا گئے۔ اپنے آپ کو غالب سمجھتے تھے۔ لیکن ہم بھی ان سے کم نہیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کریں مگر ان میں کچھ شرطیں ہیں، جیسا کہ: گاڑی چلے گی ہی نہیں بشرطیکہ انجن نکال لی جائے۔ کھانا پکے گا ہی نہیں بشرطیکہ چولہا جلایا نہ جائے۔ خان صاحب کام کریں گے ہی نہیں بشرطیکہ انہیں نسوار نہ ملے۔ لیکن روزمرہ کی چند مثالیں ہیں جو نیوٹن کے قانون کی حمایت کرتے ہیں۔ مثلاً دفتروں میں فائلیں تب تک گھومتی رہیں گی جب تک کہ کوئی بیرونی قوت انہیں روک نہ دے۔

دوسری طرف نیوٹن یہ کہتا ہے کہ اگر ایک گولے کو شیشے پر حرکت دی جائے تو وہ زیادہ فاصلہ طے کرے گی جبکہ کھردری سطح پر اتنی ہی کم فاصلہ طے کرے گی۔ یہ تو سب کو معلوم۔ ایک اور مثال میں نیوٹن کہتے ہیں کہ اگر ایک کتاب میز پر رکھی ہو تو وہ تب تک اپنی جگہ پر رہے گی جب تک کہ کوئی اسے ہٹا نہ لے۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اگر کوئی اسے نہ اٹھائے تو وہ صدیوں تک وہیں رہے گی۔ اس معمولی سی بات کے لئے قانون بنانے کی ضرورت تھی۔ خیر نیوٹن کی مرضی نیوٹن کو دوسرے قانون کا ذکر کرنا فضول ہوگا، مفت میں مضمون بھی لمبا ہو جائے گا اور ویسے ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔ پیچیدہ قانون ہے، اسراع، وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس لیے اب میں تیسرے قانون کا ذکر کرنا چاہوں گا جیسے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانے کے لیے ہم نے ایک تجربہ کیا جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ہوا یوں کہ ہم نے ایکشن کے طور پر ایک آدمی کو آہستہ سے تھپڑ مارا لیکن اس نے اس زور سے ری ایکشن کیا کہ ہم نے فزکس پڑھنا اور نیوٹن پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا۔ اس تجربے کے بعد ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "عمل تو بہت کم ہی ہوتا ہے لیکن اگر ہوتا ہے تو اس کا ردعمل اس قدر شدید ہوتا ہے کہ برداشت سے باہر یعنی عمل اور ردِ عمل مخالف تو ہوتے ہیں مگر برابر نہیں۔

مندرجہ بالا مثال پڑھکر آپ یہ سوچتے ہوں گے کہ نیوٹن کے قوانین سے تو بہتر ہے کہ ہمیں کسی ناصح شاعر کی کلام سنا دیجئے۔ ویسے نصیحتیں سننے کی ہماری عادت تو نہین مگر نیوٹن کے مقابلے میں ان کو ہی ترجیح دینگے، یا پھر کلاسیکل موسیقی ہی سنا دیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں نبی بخش اور اللہ بخش کے قوانین ہی سنا دیں مگر نیوٹن کو رہنے دیں۔ لیکن کیا کریں ہمیں امتحان بھی تو دینا ہے۔ نیوٹن کے قوانین سے، اللہ بخش اور نبی بخش کے قوانین سے نہیں۔

ویسے تو میں اگر وگر کے چکر میں نہیں پھنسنا چاہتا تھا مگر کیا کروں اس کے بغیر کوئی مضمون مکمل ہی نہیں ہوتا۔ خیر اب میں اپنا مضمون ختم کرتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ اگر اس مضمون کو پڑھکر نیوٹن کے چاہنے والوں، پڑھنے والوں، اس کی برادری والوں یا پھر ان کی روح کو تکلیف پہنچی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ لیکن .... اگر ....۔

یہ آتے جاتے سال

ہماناز (لیکچرار)

☆ کوئی کوئی سال ہماری زندگی میں ایسا بھی آتا ہے کہ جب اس کے ختم ہونے پر دل شدت سے یہ خواہش کرتا ہے کہ کاش اس گزرے سال کا بھی کوئی قفل ہوتا کوئی چابی ہوا کرتی کہ جس سے اس گزرے سال کو یوں مقفل کر سکتے کہ پھر کبھی مڑ کر اس میں نہ جھانک سکیں۔

☆ ہم لوگ ہر بار نئے سال کا استقبال اتنی امیدوں، اتنی دعاؤں کے ساتھ کرتے ہیں کہ جب جاتے جاتے یہ سال چپکے سے مزید کانٹے دکھ اور ملال ہمارے دامن میں ڈال جاتا ہے تو تب ہماری حیرت انتہا پر کھڑی ہوتی ہے کہ آخر ہماری ساری دعائیں کہاں جا سوئیں۔

☆ یوں تو لمحے گزرتے محسوس بھی نہیں ہوتے مگر کچھ لمحے ہماری زندگی میں یوں ٹھہر جاتے ہیں کہ ہزار کوشش لاکھ سعی پر بھی کھسکتے ہیں نہیں، سرکتے ہیں نہیں۔

☆ کبھی ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ اپنے لیے دعا کرنے کو ہاتھ اٹھائیں تو کوئی دعا ہی نہ ملے مانگنے کو۔ ہاں ایسا تب ہی ہوتا ہے جب دل کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب اس دنیا میں ہمارے لیے کوئی بھی نہیں کچھ بھی نہیں۔

☆ یہ ہر پل گزرتے لمحے بھی عجیب ہوتے ہیں کہ کچھ لمحے تو ہمارے دل کو اس کی گنجائش سے بھی زیادہ بھر ڈالتے ہیں اک لمحے میں غنی کر دیتے ہیں۔

☆ مگر کچھ لمحے چپکے سے آتے ہیں اور یوں گزرتے ہیں کہ سب کچھ ساتھ لے جاتے ہیں، ہمیں یوں تہی داماں تہی دست کر دیتے ہیں کہ پھر دور دور تک کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہمارا معاشرہ اور عورت

تحریر: گل افروز سعید کلاس بی اے

عورت ایک عظیم اور حسین ہستی ہے۔ وہ ماں کے روپ میں محبت و شفقت کا پیکر ہے، بہن کے روپ میں پاکیزہ محبت کی مثال ہے، بیوی کے روپ میں معاون و مددگار ہے اور بیٹی کے روپ میں عزت و وقار کا نشان ہے۔

ہمارے معاشرے میں یہ عظیم ہستی ہر دور میں امتیازی سلوک، ناخواندگی، بیماری، ظلم و ستم اور جسمانی و ذہنی تشدد کا شکار رہی ہے۔ آج کے جدید اور سائنس و ٹیکنالوجی کے دور میں بھی وہ رسم و رواج کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اور تعلیمی، فنی، سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی میدانوں میں بہت پیچھے ہے۔

عورت کے حقوق پامال کرنے والا، اسے تشدد کا نشانہ بنانے والا اور ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج کرنے والا اس کے دودھ پر پرورش پانے والا "مرد" ہے۔ مرد یہ بات بھول جاتا ہے کہ اسے زندگی کے ہر کام اور ہر دکھ سکھ میں عورت کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں عورت پر پیدا ہو
سے لیکر مرتے دم تک مرد ہی حکمرانی ہوتی ہے۔ جب
وہ اپنے باپ کے گھر آنکھ کھولتی ہے تو باپ اسی وقت
اپنی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اور بیٹی کو ایک پر
دھن اور بوجھ سمجھنے لگتا ہے حالانکہ یہی بیٹی گھر ک
سارا کام کاج کرنا، باپ بھائی کی خدمت کرنا اور ان کا
حکم ماننا اپنا اولین فرض سمجھتی ہے لیکن پھر بھی شرو
سے اس کے ذہن میں یہ بٹھایا جاتا ہے کہ والدین کا گھ
اس کا نہیں ہے، یہاں صرف باپ اور بھائی کا راج ہو
ہے اور وہ اپنی مرضی سے یہاں کچھ نہیں کر سکتی، ن
اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہے، نہ سیر و تفریح کے ل
جا سکتی ہے اور نہ ہی رفیق حیات کے انتخاب میں اپ
رائے کا اظہار کر سکتی ہے۔ پھر وہ اپنے یعنی شوہر ک
گھر کا خواب دیکھتی ہے کہ وہاں جا کر وہ اپنی مرض
سے زندگی گزارے گی لیکن جب وہ اپنے شوہر کے گھ
آتی ہے تو یہاں بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بلک
پابندیاں اور بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنے شوہر ک

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

سر تاج سمجھتی ہے اور شوہر اسے پیر کی جوتی سمجھتا ہے۔ اسے گھر کے کسی معاملے میں عمل دخل یا فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں ملتی اور اسے ہر کام شوہر کے حکم پر کرنا پڑتی ہے۔ پھر وہ اس امید پر جیتی ہے کہ شاید بیٹے کے گھر میں سکون سے رہ سکونگی لیکن یہ اس کی بھول ہوتی ہے کیونکہ بیٹا بھی ایک مرد ہوتا ہے اور وہ اپنی ماں کو گھر کی مالکن نہیں بنا سکتا ہے۔ اس طرح عورت کے سارے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں، اس کی ذہنی صلاحیت ختم ہوتی ہے اور اس کی زندگی ایک دردناک کہانی بن جاتی ہے۔

ہمارے معاشرے مین کوئی ایسی عورت نہیں جسے مرد کے ہاتھوں اذیتیں نہ اٹھانی پڑی ہوں، کہیں اسے بیٹی پیدا کرنے پر سزا دی جاتی ہے، کہیں اسے کم جہیز لانے پر جلایا جاتا ہے، تو کہیں بانجھ پن کی وجہ سے طلاق دی جاتی ہے۔ حالانکہ ان حالات میں قصور صرف عورت کا نہیں بلکہ اس میں مرد بھی برابر کا شریک ہوتا ہے لیکن سزا صرف عورت کو بھگتنا پڑتی ہے۔

عورت کے صبر و تحمل کو داد دینی چاہیئے کہ وہ ان تمام تکالیف اور تشدد کو زندگی بھر برداشت تو کرتی ہے لیکن مرد کے خلاف کبھی کچھ نہیں بولتی بلکہ اس کے ہر حکم کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے لیکن اس کے باوجود مرد کو اس کے کسی دکھ، درد یا تکلیف کا احساس ہی نہیں، وہ عورت کو عورت نہیں بلکہ گھر کی نوکرانی یا اپنے سے کم تر سمجھتا ہے، وہ عورت کو ذہنی یا جسمانی اذیت دے کر خوش ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ مرد ایسا کیوں کرتے ہیں؟ در اصل مرد عورت کی خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں یہ بگاڑ اور انتشار اس لئے برپا ہے کہ یہاں مرد عورت کے ساتھ تعاون نہیں کرتا، اس کے جذبات واحساسات کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے دکھ درد میں اس کا شریک نہیں بنتا بلکہ ہر وقت اس کی مخالفت اور اس کی راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرتا ہے۔ عورت کے حقوق کی علمبردار مرد تو بہت ہیں لیکن عملی طور پر کام کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آج تک کسی بھی مرد نے عورت کی فلاح و بہبود کیلئے کوئی قابل فخر کارنامہ سر انجام نہیں دیا اور نہ ہی آئندہ دیگا۔

اب عورت کو اپنے لئے خود کچھ کرنی ہوگی۔ سب سے پہلے اسے اپنی خواندگی کی شرح کو بڑھانا ہوگا کیونکہ جب عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو اسے اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی ہوگی۔ اور وہ کسی بھی امتیازی سلوک، گھریلو تشدد، اور تحقیر آمیز رویے کو برداشت نہیں کریگی اور ایک پر سکون اور خوش گوار معاشرے میں اپنی زندگی بہتر طریقے سے گزارے گی لیکن یہ افسوس کا مقام ہے کہ آج کے دور میں تعلیم عورت کی دسترس سے بہت دور ہے۔ تعلیم اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ ایک غریب عورت کیلئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا صرف خواب بن کر رہ گیا ہے۔

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

خوشبو بھری باتیں

خالدہ امام بلوچ
بی ایس سی فائنل گرلز کالج

* تنہائی میں ذہنی صلاحتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔
* آدمی کے کردار کا جتنا صحیح اندازہ آواز سے لگایا جا سکتا ہے اور کسی چیز سے نہیں۔
* آدمی اس وقت تک انسان نہیں بن سکتا جب تک تعلیم یافتہ نہ ہو جائے۔
* چاہے آپ برف کی طرح صاف اور شفاف ہوں تہمت سے نہیں بچ سکتے۔
* پیسہ جب بولتا ہے تو سچائی خاموش ہو جاتی ہے۔

اگر چاہتے ہو :-

- ابتدا کرنا چاہتے ہو تو اللہ کے نام سے کرو۔
- ڈرنا چاہتے ہو تو خدا سے ڈرو۔
- اگر خدمت کرنا چاہتے ہو تو والدین کی کرو۔
- بولنا چاہتے ہو تو سچ بولو۔
- کوشش کرنا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔
- ہمدردی کرنا چاہتے ہو تو غریبوں سے کرو۔
- بچنا چاہتے ہو تو جھوٹ سے بچو۔

باتوں سے خوشبو آئے :

★ دشمن سے غافل رہنا، دشمن کو خود پر حملہ ک دعوت دینا ہے

★ ان کو وفادار نہ مانو جو آپکی ہر قول وفعل کی تعریف کریں

★ عورت صرف اس راز کو پوشیدہ رکھتی ہے ج اسے علم نہیں ہوتا

★ ہوا میں قلعے بنانے سے بہتر ہے کہ زمین جھونپڑا بناؤ

★ ہر انسان آئینہ غور سے دیکھتا ہے اور ہر انس آئینے کی سچ پر شبہ کرتا ہے

شکوہ

خدا سے نہ کرو گناہ گار ہو گے۔
سماج سے نہ کرو سُن نہیں سکتی۔
اپنے آپ سے نہ کرو دیوانے کہلاؤ گے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہر دل عزیزی کا گُر

محمد کریم سیف (بی ایس سی)

کامیابی کی لیاقت کا اندازہ صرف دماغی قابلیت سے نہیں لگانا چاہیے بلکہ دوسروں کو اپنی طرف راغب کرنے کی طاقت بھی کامیابی کی ایک خوبی ہے۔ آدمی کی شکل صورت، اسکے طرز و اطوار، اسکی شخصیت، دوست بنانے اور بنائے رکھنے کی قابلیت یہ تمام باتیں اسکی کامیابی کے جزو ہیں۔

ہر دلعزیزی کا یہ بڑا راز ہے کہ جس شخص سے تم ملو اسکو یہ محسوس کرا دو کہ تم کو خاص کر اسکی بہتری کا خیال ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ کے خیالات سچے ہوں آپ مخلص ہوں تو سمجھ لو کہ آپ ہر دلعزیز بننے میں دیر نہیں لگاتے۔ لیکن اسکے بر خلاف اگر تم سرد مہر، بے پروا، چپ گپ اور خود غرض ہو تو آپ کبھی بھی ہر دلعزیز نہیں بن سکتے۔

دوسروں کی باتین سننا بھی بذات خود ایک نفیس ہنر ہے اگر کوئی شخص تم سے باتیں کر رہا ہو اور تم اسکی باتوں کو غور سے سنتے ہوئے دلچسپی لیتے ہو تو اس شخص کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ ہر دلعزیز بننے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ تم اعلیٰ درجے کی باتیں کرو مگر یہ لازمی اور ضروری ہے کہ تم اچھے سننے والو ہو۔

جب تم سے کوئی شخص ملے اور اسے بڑی خوشی اور گرمجوشی سے ملو گے اور محبت کے ساتھ علیک سلیک بھی لیتے ہو تو تمھارے اور اسکے درمیان قرابت کا ایسا رشتہ پیدا ہو جائیگا کہ تم خود حیران ہو جاؤ گے۔ ملنے والا شخص اپنے دل میں کہے گا "واہ! یہ شخص تو در حقیقت بڑا ہی اچھا آدمی ہے، ایسا شخص تو پہلے کبھی ملا ہی نہیں"۔ اگر آپ کو میرے ان باتوں پر یقین نہیں آتا تو کوئی پرواہ نہیں۔ آپ اس کا عملی تجربہ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ اس شخص پر دھیان رکھیں جو تمھارے ہاتھ گرمجوشی اور دوستانہ گرفت سے ہاتھ میں لیتا ہے اور تمھاری طرف سے مہربانی اور موافقت سے مسکرا کر دیکھتا ہے تو تمھارے جسم میں برابر آگ لگ جاتی ہے اور تمھاری نظریں خجل کے باعث نیچی رہتی ہیں اور تم اسکے بارے میں سوچنے لگتے ہو۔ تمھارے دل میں اس شخص کیلئے اتنی عزت بیٹھ جاتی ہے کہ کسی کو

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

یقین نہیں آتا۔

ہر دلعزیز بننے کیلئے کسی بڑے کارنامے کو سر انجام دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہر دلعزیز بننے خواہش مند افراد کو زحمت کر کے اپنے میل ملاپ کے عادات کو تبدیل کرنا ہے۔ ہر دلعزیز بننے کیلئے لوگوں کے نام اور چہرے یاد رکھنا از حد ضروری ہے۔

سائنسی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ گرمجوشی سے مصافحہ کرنے والا شخص ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ تحقیقات کے مطابق جو شخص گرمجوشی سے ہاتھ ملاتا ہے وہ نوّے فیصد کسی شخص کو متاثر کر سکتا ہے۔ اسکے برعکس سرد مہری اور تھکے انداز میں ہاتھ ملانے والا صرف ۷ فیصد متاثر کر سکتی ہے۔ اگر آپکو ہر دلعزیز بننا ہے تو اپنے اندر تپاک اور گرمجوشی کی عادت ڈالو۔

سب ہی کہتے ہیں بُرا جس کو کہ جو اچھا ہے
تم ہی اچھے کہ بُرے کو بھی کہو، اچھا ہے

سوچ کر اور دعائیں تمہیں یاد آئیں گے
لوگ سنتے ہیں مگر تم نہ سُنو، اچھا ہے

عطاشاد

اس کے نام

گہرام خان
(فرسٹ ایئر پری میڈیکل)

تمہیں اب بھی مسیحا نہین ملا جاناں!
تم اتنی دیر بھٹکتی رہی ہو بے معنی
وہ تمہیں چھوڑ چکا اور کب کا جا بھی چکا
تم اتنی دیر کیوں روتی رہی ہو بے معنی
تمہارا شہر تو میدان جنگ بن بھی چکا
تم اپنے آپ سے لڑتی رہی ہو بے معنی
یہ نیا رنگ بھی دنیا کو کچھ نہیں دیگا
تم اپنے آپ کو بدلتی رہی ہو بے معنی
تمہاری التجاؤں کا اسے خبر ہی نہیں
تم خدا اس کو مانتی رہی ہو بے معنی
تمہیں پتہ بھی نہیں ہے کہ وہ کس حال میں ہے
تم اس کا نام کیوں لیتی رہی ہو بے معنی

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اب پچھتاوے کیوں، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

عابد لعل ناصر آبادی

اس دنیا میں انسان مسافر کی مانند ہے ایک ایسے مسافر جو اپنی سفر کے دوران صرف ایک یا دو دن کسی جگہ میں ٹھہرتا ہے پھر اپنی سفر کو جاری کرتا ہے اگر ہم زندگی میں ایک لمحہ اپنی اصلیت کے بارے میں سوچیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ ہم کیا ہیں؟ ہم سب یہ جاننے کے باوجود پھر بھی ایسی برائیاں کرتے ہیں کہ اسے بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اس دنیا میں ایسے ہیں کہ اپنے فائدہ کی خاطر دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ ایک بہت برا ظلم ہے اپنے فائدے کی خاطر دوسروں کو نقصان پہنچانا ہمیں اس طرح ہرگز زیب نہیں دیتا۔ ہمیں چاہیے ہم دوسروں کے تکلیف میں انکا ساتھ دیں ان کے دکھ و سکھ میں شریک رہیں اور ان کی مدد کریں ان کا حوصلہ بڑھائیں اسے تسلی دیں یہ جو تکلیفیں اور مصیبتیں ہم پر آرہی ہیں ہم اس پر صبر کریں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ہمیں یہ بات ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہمیں یہاں سے جانا ہے مسافر کی طرح، اور ہم صرف یہ سوچیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت و بندگی کیلئے پیدا کیا ہے تو ہمیں چاہیے ہم اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں اور حضور اکرم ﷺ کے طریقوں کے مطابق زندگی گزاریں جب ہماری روح کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو روح کو اس وقت وعدہ دیا گیا کہ تم دنیا میں جا کر اللہ کی بندگی کرو یہ تمام وعدے و اقرار کرنے کے باوجود ہم نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے ہم اپنا قیمتی وقت ٹی وی دیکھنے اور ریڈیو سننے میں ضائع کرتے ہیں لیکن پانچ وقت کی نماز کیلئے کچھ وقت نہیں نکال سکتے۔

آخر کیوں؟ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ اس کی سب سے بڑی وجہ ہم خود ہیں۔ کیونکہ ہم برائیوں کی گرفت میں اس طرح آچکے ہیں کہ نکلنا مشکل ہو گیا ہے ان برائیوں کو پھیلانے والا دماغ کس کا ہے۔ اس پر ہمیں سوچنا چاہئے کہ وہ لوگ اس طرح اس لئے کر رہے ہیں کہ مسلمان قوم گمراہ ہو جائیں۔ تاکہ اس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر ہم اسلامی قانون کے مطابق اپنی زندگی گزاریں، اصولوں پر عمل کریں تو

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

یقیناً کامیاب ہو جائیں گے ۔ اگر ہم اصولوں کے مطابق زندگی نہ گزاریں تو یقیناً ناکام ہو جائیں گے۔ اس وقت ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں تو اس کا چھڑوانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اگر ہم اسے مضبوطی نہ تھامیں تو ایک معمولی سا جھٹکا اسی رسی کو ہمارے ہاتھوں سے چھڑوا سکتا ہے۔ اسکی چھڑوانے کی سب سے بڑی وجہ ہمارا ایمان ہے۔ اگر ایمان اچھا ہو تو عمل بھی اچھے ہوں گے۔ اگر ایمان برا ہو عمل بھی برا ہو گا اس وقت ہمارا ایمان ایک روپے میں خریدا جا سکتا ہے اس لئے ہمارے دل میں اللہ کا خوف موجود نہیں ہم جنّوں دیوّں اور مصیبتوں سے ڈرتے ہیں لیکن اللہ سے نہین ڈرتے آخر کیوں ؟؟ کیونکہ ان چیزوں کا خوف ہمیں دنیا میں محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی کہتا ہے کہ میں اپنے بندے کو وقت دیتا ہوں کہ بندہ گناہ کرنے کے بعد وہ ضرور توبہ کرے گا۔ سنو اللہ تعالیٰ کیا فرمارہا ہے ، ہمیں پھر بھی احساس نہیں ہمیں یہ احساس اس وقت ہو گا جب ہم یہاں سے کوچ کر دوسری دنیا میں چلے جائیں گے جہاں صرف ہم اور ہمارے اعمال کے سوا اور کچھ نہ ہو گا۔ اس دن پچھتاوے کے سوا ہمارے پاس کچھ نہیں ہو گا اور اس دن کے پچھتاوے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ اب پچھتاوے کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

بچوں کے بنیادی حقوق

شفیق شاد

بچے باغ کے پھول ہیں اور ماں باپ انکے مالی ہیں۔ جسطرح چاہیں انہیں خوبصورت بنا سکتے ہیں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بچے خدا کی طرف سے نعمت ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے بچوں کو صحیح راستے پر لانے کی کوشش کریں۔ ان کی ہر ممکن جائز ضروریات کو پورا کریں۔ ہمیں جس طرح ہو انکی خواہشیں پوری کرنی چاہئیں۔ لیکن بعض اوقات ہماری معاشی حالات ہمیں انکی چھوٹی چھوٹی ضروریات پوری کرنے میں ساتھ نہیں دیتے۔ کیونکہ انسان کے اپنے گھریلو ضروریات بہت ہوتے ہیں۔ بچے کی صحیح پرورش کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے : (۱) گھر کا ماحول ،(۲) اچھے اسکول میں تعلیم وتربیت ،(۳) اچھی سوسائٹی۔

بچے کا خاص پر خیال رکھیں تاکہ بچہ ایسی خواہش نہ کرے جس سے مجبوراً اسے غلط راستہ اختیار کرنا پڑے۔ اگر آپ کے پاس اپنے بچوں کی ضروریات زندگی ، تعلیم وتربیت کیلئے وسائل نہیں ہیں تو برائے مہربانی غلط راستہ اختیار کرنے سے بھی گریز کریں۔ بلکہ پرودگار سے دعا مانگتے رہیں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

افسانہ

فیصلہ

محمد کریم سیف

قاسم اور عالیہ کلاس فیلو تھے اور آپس میں کزن بھی۔ ان میں ایک بات مشترک تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔ قاسم جب بھی عالیہ کو دیکھ لیا تو اسے خوشی ہوتی تھی۔ قاسم کا دلچسپ مشغلہ تھا کہ وہ ہر وقت عالیہ سے باتیں کرے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا عالیہ، قاسم کے لئے پہلے سے زیادہ پُرکشش، حسین اور جاذب نظر تھی۔ پہلے قاسم اور عالیہ ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے بھی تھے۔ لیکن اب ان کے ساتھ کھیل کود میں ہچکچاہٹ محسوس کرتی تھی۔ کیونکہ کہ اب وہ بالغہ ہو چکی تھی۔ دونوں کالج میں پڑھ رہے تھے۔ عالیہ خوب دل لگا کر پڑھتی تھی، لیکن قاسم کو پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ کالج روزانہ آتا تھا مگر اپنا زیادہ تر وقت اسپورٹس روم میں گزارتا تھا۔ قاسم کو شدید خواہش تھی کہ دوبارہ بچپن کے دن آجائیں وہ اور عالیہ دونوں پھر سے ایک ساتھ کھیلیں۔ مگر گزرے دن لوٹ کر نہیں آتے۔ روایات مذہب اور رشتے کچھ ایسے تھے کہ وہ انہیں ایک دوسرے سے ملنے اور بات چیت کرنے نہیں دیتے تھے۔ وہ زبان سے معذور تھے مگر آنکھوں سے نہیں۔ وہ اپنی ہر بات ایک دوسرے کو آنکھیں دوچار کرنے سے پوری کر دیتے تھے۔ قاسم، عالیہ کو اس طرح دیکھ لیتا تھا کہ گویا کہ رہا ہو "میں تمھیں چاہتا ہوں" اور عالیہ کی آنکھیں یہ کہتیں "میں بھی تمھیں چاہتا ہوں"۔

قاسم کی ماں نے بچپن سے ہی قاسم کے دل میں یہ تصور بٹھا دی تھی کہ عالیہ تیری منگیتر ہے۔ قاسم کے دل پر ماں کا بویا ہوا پودا اب تناور درخت بن چکا تھا۔ وہ اپنے آپ کو کتنا خوش نصیب سمجھ رہا تھا۔ اب اسے کوئی ایسا دیوار نظر نہ آیا جو اسے عالیہ کے حصول کیلئے پریشان کرے۔

عالیہ پڑھتی رہی، وقت گزرتا گیا اور قاسم کی چاہت عالیہ کیلئے شدت اختیار کر گئی۔ عالیہ کا شمار کالج کے بہترین اور ہونہار طالبات میں ہونے لگا۔ عالیہ نے ایف ایس سی اچھے نمبروں سے پاس کر لی اور قاسم بری طرح فیل ہو گیا۔ قاسم فیل ہونے پر شرمندہ ہوا او اب زیادہ فکر مند ہونے لگا۔

ایک دن عالیہ کی ماں کی آواز قاسم پر بجلی بن کر گری۔ وہ قاسم کی ماں سے کہہ رہی تھی "قاسم بہت سُست لڑکا ہے۔ عالیہ ڈاکٹر بننے والی ہے، میرا

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بھتیجا بھی ڈاکٹر بن رہا ہے۔ ابھی یہ سال اسکے کورس کا آخری سال ہے۔ میں عالیہ کو اپنے بھتیجے ڈاکٹر وسیم سے بیاہ دوں گی۔ قاسم کے پورے وجود میں آگ لگ گئی۔ وہ خوب رویا، آخر اس نے ایک فیصلہ کر لیا کہ اب میری خوشی ختم ہو چکی ہے عالیہ میرے لئے مر چکی ہے۔ اب مجھے بھی مرنا ہے۔ اس نے خودکشی کا فیصلہ کر لیا۔ کل صبح اسکے فیصلے پر عمل کرنے کا وقت تھا اور نئے سال کا پہلا دن بھی تھا۔ وقت کی رفتار رُک چکی تھی آدھی رات کے وقت جبکہ ابھی صبح ہونے میں تین گھنٹے باقی تھے جو قاسم کیلئے تین سالوں سے کم نہ تھے۔

"تڑاخ...... تڑاخ......" اس نے اچانک ہوائی فائرنگ کر دی اور اپنا فیصلہ بدل دیا "میں کیوں اپنے آپ کو ختم کردوں؟" پھر صبح کے وقت اس نے اپنا نوٹ بک نکالا اس میں سے ایک ورق نکال کر کچھ لکھا اور ورق کو تہہ کر کے جیب میں ڈال کر کالج کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا "اب بھی وقت بچا ہے۔ میں وقت سے پیار کرونگا، پڑھوں گا، خوب پڑھوں گا، عالیہ نہ سہی کوئی اور سہی اس دنیا میں عالیہ ؤں کی کوئی کمی نہیں"۔

پھر کالج جا کر اس نے کاغذ جیب سے نکال کر نوٹس بورڈ پر چسپاں کر دی جس پر لکھا تھا:

"ہیپی نیو ایئر"۔

سائنسی معلومات

حمید حبیب (سیکنڈ ایئر، پری انجینئرنگ)

☆ستاروں کی تعداد تقریباً ایک سو کروڑ کھرب ہے۔
☆دنیا کے گول ہونے کا تصور سب سے پہلے فیثا غورث نے پیش کیا
☆سب سے زیادہ چمکدار ستارہ سیرلیس(Sirius) ہے یہ سورج سے بھی ۲۶ گنا زیادہ روشن ہے۔
☆سورج چاند سے ۴۰۰ گنا بڑا ہے۔
☆پولیو کے ویکسین سب سے پہلے ڈاکٹر جارس سالک نے تیار کئے
☆ارسطو کو علم حیاتیات کا بانی کہا جاتا ہے۔
☆مشہور کیمیادان سویڈن کے شیلے نے ۱۷۷۲ء میں آکسیجن دریافت کیا۔
☆خالص ہیرے کا کوئی رنگ نہیں ہوتا۔
☆دنیا میں سب سے سست رفتار جانور گھونگا ہے۔
☆کتے کی طرح بھونکنے والی مچھلیاں امریکہ کے دریائے سس میں پائی جاتی ہیں۔
☆دنیا میں زیادہ بڑھنے والا درخت بانس ہے۔

بقیہ "محبّت"

محبت سے ہر انسان کو دوسروں کے کے لئے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ محبت انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے۔ یہ تو محبت کرنے والوں کو بہتر پتہ ہو گا۔ محبت ہے تو دنیا میں سب کچھ ہے۔ محبت نہیں تو میرے خیال میں کچھ بھی نہیں۔

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

محبت

نواز سلیم (بی اے)

کسی چیز کو سچے دل سے چاہنا بے انتہا پیار کرنا ہر لمحہ سوچنا گویا اپنی جان سے بھی زیادہ اسے ترجیح دینا اور ہر وقت اسکے خیالوں میں کھو جانا اسی کو شاید محبت کہتے ہیں۔ لیکن آج کل لوگوں نے لفظ محبت کے کچھ اور معنی نکالے ہیں۔ آج کے دور میں کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو صرف اپنے ذاتی خواہشات اور ذاتی مفادات کی خاطر محبت کا رٹ لگاتا رہتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آج کل محبت کرنے والے نہیں ملتے ہیں۔ محبت کرنے والے ملتے تو ہیں لیکن ہزار لوگوں میں سے کوئی دو یا تین، جنہیں محبت کی اصل پہچان ہو۔

دوستو! آج اگر کوئی کسی کو سچے دل سے چاہے تو لوگ کہتے ہیں یہ تو دکھاوے کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ اپنے مقصد کو پانے کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ الغرض جتنے منہ اتنی باتیں ہوتی ہیں آج کے دور میں لوگ ایسے بھی ہونگے جو اپنی خوشیوں اور آرزؤں سے بھی زیادہ اپنی محبت کو عزیز سمجھتے ہیں۔ اور دنیا کے ڈر سے اپنی محبت کو اپنے دل میں چھپاتے ہین۔ مگر یہ سچ ہے کہ عشق اور مشک چھپانے سے نہیں چھپتے۔ ہاں البتہ دنیا والوں سے ڈرتے ضرور ہیں۔ لیکن اگر ڈرتے ہیں تو اس لئے کہ وہ اگر کسی سے اپنی محبت کا اظہار کرے تو اس کی بات کا یقین نہیں کرے گی۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی محبت کو پا کر ہی دم لیتے ہیں۔ دوستو! محبت کرنے سے دل آئینے کی طرح صاف اور شفاف ہو جاتا ہے اور دل پھول سے بھی زیادہ نرم نازک ہوتا ہے۔

محبت ہر کسی کو، ہر وہ چیز سے چاہے وہ بے جان ہو یا جاندار، انسان ہو یا جانور، مرد ہو یا عورت، جسے وہ بے انتہا طرہ سے اس سے محبت کرتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو نیک بندوں سے اور نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے۔ ماں کو اپنے بیٹے سے اور بیٹے کو ماں سے محبت ہے۔ شوہر کو اپنی بیوی سے اور بیوی کو اپنے شوہر سے محبت ہے۔ اگر انسان محبت کے آغوش میں کھو جائے تو سمجھو وہ جنت کے ان باغوں میں کھو گیا ہے جہاں کی وہ کھلی تر و تازہ ہوا، لہلہاتی پھولوں کی خوشبو، اگر کسی بے جان جسم کو محسوس ہو تو وہ گویا بے جان جسم میں جیسے ایک نئی روح ڈال دی گئی ہے محبت کے بارے میں مفکرین کا کہنا ہے کہ محبت کبھی کیا نہیں جاتا، محبت ہو جاتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۸ پر دیکھئے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پولیو

حمید حبیب
سیکنڈ ایئر

پولیو کی بیماری دراصل جراثیم کی وجہ سے ہوتی ہے اور ان جراثیم کو "پولیو وائرس" کہتے ہیں۔ پولیو وائرس کی تین اقسام ہیں، جن میں سے کسی ایک کی وجہ سے پولیو ہو سکتا ہے۔

پولیو وائرس ایک بچے سے دوسرے تک منہ کے راستے سے پھیلتا ہے خصوصاً ان علاقوں میں جہاں فضلہ (پاخانہ) جگہ جگہ پڑا رہے اور صفائی کا نظام ناقص ہو۔ پولیو وائرس کسی بچے پر حملہ آور ہوتی ہی ریڑھ کی ہڈی سے دماغ پہنچتا ہے، جس کے نتیجے میں بچے پہ فالج کا اثر ہوتا ہے۔ اور اس کے پٹھے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ فالج زندگی بھر کی معذوری کا سبب بن سکتی ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ پولیو وائرس بچے پر حملہ کرے تو بچے کے ہاتھ پاؤں مفلوج ہو جائیں کیوں کہ بعض بچے خود پولیو کا شکار نہیں ہوتے، لیکن دوسرے بچوں میں اس بیماری کے پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ایسے ننانوے فیصد بچوں میں بخار اور گلے کی تکلیف پائی جاتی ہے لیکن یہ بچے مسلسل بیماری پھلانے کا سبب بنتے رہتے ہیں۔ ان میں صرف ایک فیصد بچے فالج کا شکار ہوتے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی علاقے میں پولیو کا ایک کیس موجود ہو تو وہاں موجود تقریباً سو بچوں میں پولیو کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔

پولیو میں فالج کا حملہ اچانک ہوتا ہے، اسکا آغاز ہلکا بخار، گلے کی تکلیف اور پٹھوں کا درد ہوتا ہے۔ پولیو سے جسم کا کوئی بھی حصہ متاثر ہو سکتا ہے۔ لیکن عام طور پر پیر زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ بازو بھی متاثر ہوتے ہیں۔ پولیو کے علاج کیلئے دوا دینے اور انجکشن لگوانے کا کوئی فائدہ نہیں، کیوں کہ اسکا علاج صرف فزیو تھراپی (ورزش) ہے اور اگر فزیو تھراپی کے ذریعے بچے کی ابتدائی دنوں سے علاج کیا جائے تو جلد بہتری ممکن ہے۔ مناسب بات یہ ہے کہ پولیو کا حملہ ہونے کے چودہ دن کے اندر فزیو تھراپی شروع کروادی جائے۔ اگر ممکن نہ ہو تو ابتدائی چار ہفتوں میں ضرور شروع کروادی جائے۔

پولیو کے خاتمے کے لئے معمول کی حفاظتی ٹیکوں کے مکمل کورس کی بڑی اہمیت ہے۔ معمول کے حفاظتی ٹیکوں کے ذریعے ایک سال کی عمر تک کم از کم

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نوّے فیصد بچوں کو پولیو کے قطرے ضرور پلائے جانے چائیں۔ عالمی ادارہ صحت (W.H.O) کی تجویز کے مطابق تمام بچے پولیو کے قطرے کی چار خوراکیں ضرور حاصل کریں۔اس کے علاوہ پولیو کے قطرے جتنے زیادہ سے بچوں کو پلائے گئے، پولیو کے مریضوں کی تعداد میں بھی اتنی ہی کمی واقع ہو گئی۔

پولیو سے بچاؤ کے قومی دن کے ذریعے سے ہر سال ایک کروڑ سے زائد بچوں کو پولیو کی خوراکیں فرائم کی جاتی ہیں۔ ۱۹۹۷ء سے ایشیااور مشرق وسطیٰ کے وہ تمام ممالک جہاں پولیو وبائی صورت میں موجود ہے، ماسوائے نیپال اور یمن کے پولیو سے بچاؤ کا قومی دن منایا جارہاہے۔اس ضمن میں یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ پولیو سے بچاؤ کا قومی دن تمام قریبی ممالک میں ایک ساتھ منایا جائے تاکہ پولیو ایک ملک سے دوسرے ملک میں نہ پھیل سکے۔ بھارت میں ۱۹۹۷ء مین ایک ہی دن میں ۱۳۴ کروڑ بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے گئے اور ان تمام بچوں کو پولیو سے محفوظ کرلیا گیا۔پاکستان میں پولیو کے بچاؤ کے قومی دن کا آغاز ۱۹۹۴ء میں شروع ہو۔

اس وقت دنیا بھر میں تقریباً دس لاکھ بچے پولیو کی وجہ سے معذور کا شکار ہیں۔ خصوصاً ترقی پزیر ممالک میں پولیو بچوں میں معذوری کا اہم سبب ہے۔ اس ضمن میں ۱۹۹۹ء میں W.H.O نے ایک قرارداد منظور کی جس میں یہ عہد کیا گیا کہ پولیو ۲۰۰۲ء تک ہمیشہ کے لئے دنیا سے ختم کردیا جائے گا۔ لہذااس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خصوصی تدابیر اختیار کی گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۸۸ء سے لے کر اب تک دنیا بھر میں پولیو کے مریضوں میں ۸۲ فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ براعظم امریکہ میں پولیو کا آخری کیس ۱۹۹۱ء میں درج ہوا۔ اس کے بعد سے اب تک اس خطے میں پولیو کا کوئی کیس نہیں اور پورے براعظم کو پولیو کے مرض سے پاک کردیا گیاہے۔

پاکستان میں ۱۹۸۲ء میں ۳۵۰۶ بچوں کو پولیو ہوا تھا۔ ۱۹۹۷ء میں یہ تعداد کم ہو کر ۱۹۳۰ تک رہ گئی۔ جبکہ ۱۹۹۹ء میں اب تک درج کرائے جانے والے کیسز کی تعداد ۲۱۸ ہے۔ کوشش کی جائے کہ پولیو کی قومی دن کے موقع پر ۹۸ فیصد بچوں کو پولیو کے قطرے پلائیں جائیں تاکہ ہمارے ملک سے اس مہلک مرض کا ہمیشہ ہمیشہ کے خاتمہ ہو۔

☆☆☆

وہی ایک دنیا میں، جو مرا شُناسا ہے
مجھے سوچتا کیا ہے، مجھے جانتا کیا ہے

ترے عہدِ باراں میں، مری کشتِ ویراں کیا
تری زلف کا سایہ، مرے دل کا صحرا ہے

عطا شاد

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

حسنِ اخلاق

بہرام عیسیٰ نظرآبادی

حسن اخلاق ایسی صفت ہے جس سے انسان معاشرہ میں عزت و آبرو اور احترام حاصل کرتا ہے اور اس سے دوسروں کو قریب لانے کا موقع ملتا ہے۔ اخلاق سے عاری لوگ اپنی عزت اور وقار خود خاک میں ملادیتے ہیں۔

معاشرے سے الگ رہ کر کوئی انسان خوشحال زندگی گزار نہیں سکتا۔ معاشرے کو انسان مل جل کر قائم کرتا ہے یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ انسان جماعت کی شکل میں رہ کر آپس میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں بہترین عمل وہ ہے کے دوسروں کو نقصان یا تکلیف نہ دیں اور اپنے بھائی کی مشکل وقت میں کام آئیں۔ ہمارا دین اسلام اپنے جاننے والوں کو خوش اخلاقی کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر اس پر کاربند رہا جائے تو معاشرہ جنت کا نمونہ ہو گا اور اگر بے راہ روی اختیار کی جائے تو معاشرتی برائیاں جنم لیتے ہیں اور معاشرے میں قتل و غارت، چوری اور بدامنی کا دور دورہ ہو جائیگا۔ فساد اور بے اطمینانی کی ایسی فضا پیدا ہو جائیگی کہ اس معاشرہ کے رہنے والوں کا جینا مشکل ہو جائیگا۔

اس قسم کی دیگر جتنے برائیوں نے ہمارے معاشرے میں جنم لیا ہے اس کا وجہ ہمارا تعلیمی نظام ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ہمارا نظام تعلیم انگریز لارڈ میکالے کا نظام تعلیم ہے اس نظام تعلیم نے ہمارے غیور مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تعلیم، حسن اخلاق اور نظریہ و فکریہ سے محروم کردیا ہے اس تعلیم میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کی کمی ہے۔

اسلام ایک فرد اور پورے معاشرے کو حسن اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "تم والدین کے ساتھ، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں کے ساتھ خواہ قرابت دار ہوں یا اجنبی پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ، مسافروں اور لونڈیوں و غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور یاد رکھو کہ اللہ اکڑنے والوں اور متکبروں کو پسند نہیں کرتا" (القرآن)۔

حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خوش خلقی آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو کر ہی حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

رسول ﷺ کے اخلاق کے آئینے میں اللہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

تعالیٰ کی صفات جھلکتی تھیں۔ اللہ رحیم ہے، حضور ﷺ بھی دنیا کے حق میں رحمت بن کر آئے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا "اے محمد ﷺ! تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

ہمارا موجودہ نظام ایسے افراد پیدا کر رہا ہے جو اخلاق سے عاری ہیں اور اسلامی عادات و اطوار سے بھی۔ ہمارے نصاب تعلیم اور طرز تعلیم اور تعلیمی ماحول میں سرے سے اس فکر کا کوئی نشان نہیں ملتا کہ ہمیں اپنے اندر قومی سیرت بھی پیدا کرنی ہے۔

جذبہ ایمانی اور اسلامی تعلیمات ہماری قوت کا سرچشمہ ہیں لہذا ہمیں اپنے ایمان میں پختگی پیدا کرنی چاہئے اور اسلامی اصولوں پر ایسے خلوص دل سے عمل کرنا چاہئے جیسے ماضی میں مرد مومن عمل کر کے ساری دنیا پر عزت اور وقار پا گئے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور تمیز کی قوتوں سے نوازا ہے اور اسے اشرف المخلوقات کا مرتبہ دیا ہے۔ لہذا انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھنے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو، تب اس دنیا میں بھی ایسے انسان کے لئے فلاح و عزت و وقار ہے اور ایسا شخص آخرت میں کامیابیوں سے دوچار ہو گی۔

☆☆☆

یہی بہت ہے

حفیظ رؤف
سیکنڈ ائر پری میڈیکل

مری جان!
یہ رات سنسان
فضائیں بوجھل
مہکتے خوشبو
دہکتے لمحے
وہیں رہینگے
جو آنا چاہو
تو نہ آسکو گے
وہ چاند راتوں میں
ساتھ رہنے کی
صرف یادیں کرینگے پیچھا
یہ رابطے جو
محال ہیں اب
مثال ہیں اب
یہ ایسے کٹ جائیں گے
میری جان!
کہ لاکھ چاہے بھی
ہم میں کوئی
نہ انکو پھر سے جڑا سکے گا
یہ وقت روٹھے
تو کون اس کو منا سکے گا

زرا سا سوچو
یہی ہو اگر!
تو رات دن
ہمارا
اپنے اپنے گھروں سے
مقدروں سے
بدلتے
سال بہ سال
کلینڈروں سے
الجھ کے رہنا
تو جان!
ایک لازمی امر ہے
یہ رشتہ باقی
تمام رشتوں سے
بڑھ کے انمول ہے
میری جان!
ہم دوست بن کر
نبھائیں اسکو
یہی بہت ہے

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کوشش آخری سانس تک

منیر احمد، لیب اسسٹنٹ (فزکس)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا "اگر قیامت کی گھڑی آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کی قلم ہو اور وہ اسے زمین میں لگا سکتا ہو تو اسے لگا دینا چاہیئے"۔ یہ بات اگرچہ پہلی نظر میں بہت عجیب سی لگتی ہے لیکن فطرت کے عین مطابق ہے اور اپنے اندر بڑی سادگی، گہرائی اور وسعت رکھتی ہے اور اسلامی طرز فکر و عمل کی پوری طرح وضاحت کرتی ہے۔ اس سادہ سی بات کے بہت سے مثبت پہلو سامنے آتے ہیں۔

اسلام کی منفرد صفت کے طور پر سب سے پہلی فکر انگیز بات یہ سامنے آتی ہے کہ دنیا اور آخرت کی راہیں دو الگ الگ راہیں نہیں ہیں بلکہ آخرت کا راستہ دنیا ہی سے ہو کر جاتا ہے۔ اس راہ کا ایک سرا دنیا ہے تو دوسرا آخرت۔ دنیا اور آخرت میں کوئی اختلاف اور فرق نہیں ہے۔ عبادت اور دنیا کے کام اسلام کی نظر میں جدا جدا نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ آخرت کا راستہ عبادت اور دنیا کا راستہ کام کے درمیان سے گزرتا ہو۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں اور عبادت کو عمل سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ زندگی آخری لمحے تک عمل کی دعوت ہے۔ شاہراہ حیات پر اٹھتے قدموں میں سے آخری قدم بھی کام کرتے ہوئے اٹھے۔ "کھجور کی قلم بو دی جائے اگرچہ وہ گھڑی قیامت قائم ہونے کی ہو" اس طرح نظروں کے سامنے یہ حقیقت لائی جا رہی ہے کہ آخرت کو جانے والا راستہ یہی ہے۔ اسکے سوا کوئی راستہ نہیں۔

انسانیت کی تاریخ پر نظر ڈالیں ہر زمانے میں کچھ لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ آخرت کے لئے عمل کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا سے تعلق توڑ لیا جائے۔ اگر دنیا کے لئے عمل کیا جائے تو وہ آخرت کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ دین و دنیا کی اس تفریق نے مادی و عملی زندگی کو روحانی و اخلاقی زندگی سے بالکل الگ کر دیا اور انسانیت ایک کشمکش سے دوچار ہو گئی۔ جب تک انسانی زندگی کے یہ دونوں پہلو باہم مربوط نہیں ہوں گے اس وقت تک انسان سکون اور امن و آشتی سے زندگی نہیں گزار سکے گا۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

زمانہ قدیم سے دین و دنیا کی یہ تفریق چلی آرہی ہے۔ کچھ لوگ دنیا ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں لگ گئے اور کچھ لوگوں نے دنیا ہی کو اپنا مقصود بنالیا، تاکہ دنیا کے مزے لوٹ لیں۔ دور جدید کا انسان بھی اسی تفریق کا شکار ہے اور اسکے نتائج بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ہسٹریا، بلڈ پریشر اعصابی بیماریاں، پاگل پن اور خودکشی کی وارداتیں جدید تہذیب کے زیر سایہ بڑھتے بڑھتے اس حد پہنچ گئے ہیں۔ یہ اسی تفریق کے اثرات ہیں نفس اپنی اس فطرت کا تقاضا کرتا ہے جس پر اللہ نے اسے پیدا کیا ہے۔ یعنی جسمانی خواہشات اور مرغوبات نفس کی تکمیل بھی ہو اور عقل و فکر اور روح کے تقاضے بھی تشنہ نہ رہیں۔

انسانی وجود میں متضاد اور متعارض رجحانات پائے جاتے ہیں۔ اگر ان کو منتشر حالت میں چھوڑ دیا جائے تو نفس کشمکش اور اضطراب سے دوچار رہے گا لیکن اس کے متضاد رجحانات میں ایک وحدت اور ربط پیدا ہو جائے تو یہ دنیا کے سب سے بڑی طاقت بن جاتا ہے۔ مادہ اور روح کے امتزاج کے ذریعے یہ فانی ذرہ ازلی اور ابدی طاقت سے نور حاصل کر کے خود بھڑک اٹھتا ہے۔

نفس کے متعارض رجحانات کو یکجا کرنے کا راستہ دنیا اور آخرت کی یکجائی ہے۔ جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔ اے نبی ﷺ کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے بندوں کے لئے نکالا تھا۔ اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں۔ کہو یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتاً انہیں کے لئے ہوں گے۔ دنیا و آخرت کی اس وحدت کا کامل نمونہ اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی ذات تھی۔ دنیا میں آپ ﷺ نے جو کام بھی کیا اسکا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کا حصول تھا۔ آپ ﷺ کا کوئی لمحہ ایسا نہ گزرا جس میں آپ دنیا کے کام اور اہل دنیا کی اصلاح کی کوشش سے غافل رہے ہوں۔ آپ ﷺ اپنی دعاؤں میں اللہ سے ہی توفیق طلب کرتے تھے۔ کہ بہترین طریقہ پر فریضہ رسالت ادا کر سکیں۔ شب کی خلوت میں عبادت کرتے ہوئے بھی آپ ﷺ یہ نہیں بھولتے تھے کہ آپکی رسالت کا مقصد لوگوں کی ہدایت ہے۔ آپ ﷺ لوگوں سے کٹ کر اللہ کے لئے یکسو ہونے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ اللہ کی راہ میں لڑے، اسی کی خاطر صلح کی، اسی طرف لوگوں کو بلایا، اسی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق شادی کی۔ ہجرت کی، نیا وطن بنایا یہ سب اللہ کے لئے آخرت کے لئے اس دن کے لئے جب اللہ سے ملنا ہوگا کیا اسی کے لئے آپ ﷺ کا ہر عمل عبادت بن آپ ﷺ کے سامنے ایک ہی راستہ تھا اور وہ اللہ کی طرف جانے والا راستہ تھا۔ اسی پر آپ ﷺ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کے قدم زندگی کے آخری لمحے تک بڑھتے چلے گئے۔ آپ ﷺ دنیا کے کام کرتے تھے لیکن آخرت چاہتے تھے اور اس آخرت کی زندگی کے لئے اس پر جدو جہد کرتے تھے ، یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی یہ آپ ﷺ کی زندگی کے اختتام کا اشارہ تھا۔ لیکن آخری سانس لیتے وقت بھی آپ ﷺ دنیا کے معاملات سے الگ نہ ہوئے۔ درد شدت اختیار کرتا جارہا تھا اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے۔ کاغذ قلم لاؤ میں تمہارے لئے کچھ ہدایات لکھوادوں ۔ یہ تھی کھجور کی قلم جو آپ ﷺ بالکل آخری وقت میں بو رہے تھے۔ مسلمان اس نمونے کی پیروی کے کے بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھی راہ دکھا سکتے ہیں۔ وہ یہ جان لیں کہ جب تک وہ اس دوڑتی بھاگتی زندگی میں دوسروں کے ساتھ حصہ نہیں لیں گے۔ وہ نہ اللہ کو راضی کر سکتے ہیں اور نہ اپنے دین کی خدمت کر سکتے ہیں یہ اسلام نہیں ہے کہ جب وہ اسکول ، یونیورسٹی، کارخانے یا بازار میں داخل ہوں تو یہ سمجھیں کہ وہ دنیا کے کام کر رہے ہیں۔ اور ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد عبادت کریں گے۔ اسلام تو یہ ہے کہ وہ جدید علم حاصل کر کے لوگوں کی بھلائی کے کام کریں۔ ایٹمی طاقت کا راز جان کر جنگ و امن میں اس کا صحیح استعمال کریں۔ بلکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ اللہ پر ایمان رکھنے والا انسان دنیا کا جو کام بھی کرے گا وہ آخرت کے راستے سے ہٹ کر نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے راستے ہی سے وہ آخرت تک

پہنچیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ زندگی کے آخری لمحے تک وہ کھجور کی قلمیں زمین میں بوتے رہیں ۔ اسی طرح وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکیں گے اور دنیا والوں کو خصوصاً اہل مغرب کو بتا سکیں گے کہ تم نے دنیا بنانے کے لئے خدا کی فرمان کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہے۔ حالانکہ وہ تم اس زندگی سے لطف اندوز ہونے نہیں روکتا۔ وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم اس صراط مستقیم پر چلو جو دنیا سے گذر کے آخرت تک جاتی ہے۔ اور تمہیں اللہ تک پہنچانے والی ہے۔ حدیث سے دوسرا اہم سبق یہ ملتا ہے کہ زندگی میں مایوسی کا کوئی سوال نہیں۔ نتیجہ کی طرف سے کسی قسم کی مایوسی ایک لحظ کے لئے بھی کوشش کا سلسلہ منقطع نہ کر سکے۔ قیامت سر پر آگئی ہو، ایک نور ... اور وہ دنیا والوں کے لئے راہ نما بن گئے۔ اس وقت یورپ جہالت ، پستی اور انتشار کا شکار رہے۔ اسلام کے چمکتے ہوئے نور کی کچھ کرنیں وہاں پہنچیں اور وہ غفلت سے بیدار ہوئے۔ لیکن وہ اللہ آخرت کے راستے پر نہیں چلے اس لئے ان کی حالت اس مجنوں کی سی ہوگئی جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ غفلت میں پڑے ہوئے بے مسلمانوں کو آج رسول ﷺ کی زندگی کو بغور دیکھنے ضرورت ہے۔ یہ زندگی ان کو سبق دیتی ہے، عمل لگاتار عمل کا۔ بغیر رکے بغیر تھکے جدوجہد کا سے بڑھ کے کوشش کا۔ تاکہ ماضی کی بے عملی کا

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہوسکے ان کو ہر میدان میں آگے بڑھنا ہے۔ علم و فن ہو، حرفت و صنعت ہو، تجارت ہو، اقتصادیات، سیاست ہو یا حکومت، ہر شعبے میں جدوجہد کرکے دنیا کی تعمیر کرنا ہے۔ ان کا کام کوشش کرنا ہے کامیابی یا نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

معاشرے کی اصلاح کرنے اور تبدیلی کی کوشش کرنے والوں کے لئے اس حدیث میں کیا خوب سبق ہے۔ ایسے لوگوں پر مایوسی کے حملے کچھ زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ ان کو ثابت قدم رہنے کی سب سے بڑھ کے ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تاجر ناکامی سے دل برداشتہ ہوتا ہے۔ لیکن مال کی ضرورت اسے پھر اپنی راہ پر لگادیتی ہے۔ ایک سیاستدان مایوسی کا شکار ہوتا ہے، لیکن سیاست کے نشیب و فراز اسے دوبارہ اس میں کھینچ لاتے ہیں۔ ایک عالم علم کی تحقیق کی میدان میں ناکام ہوسکتا ہے، لیکن دوبارہ کوشش کرکے کامیابی حاصل کرلیتا ہے۔ لیکن مصلحین کا معاملہ مختلف ہے ان کا واسطہ مادی چیزوں سے نہیں بلکہ قلب و روح سے ہوتا ہے۔ حق کی دعوت سے لوگوں کا انحراف اور خیر صلاح کو پہچاننے کے باوجود اسکی مخالفت مصلحین کے دلوں کو گھن کی طرح چاٹتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل مایوسی کا شکار ہوکر راستے ہی میں گر پڑتے ہیں۔ صرف وہ لوگ اپنی جگہ جمے رہتے ہیں جو قیامت آجانے کا یقین ہوجانے کے بعد بھی زمین میں پودا لگانے کی ہمت رکھتے ہیں۔ اس لئے مصلحین اللہ کے رسول ﷺ کی اس نصیحت کے سب سے زیادہ محتاج ہیں اور ان کو ہر شخص سے بڑھ کر اس نصیحت کے سادہ الفاظ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ حدیث ان کو بتاتی ہے کہ تمہارا کام صرف کوشش کرنا ہے، نتیجہ نکالنا تمہاری ذمہ داری نہیں یقین کامل کے ساتھ کام کرو تم اپنے آپ سے یہ سوال نہ کرو۔ کہ یہ پودا بار آور کیسے ہوگا۔ جب ہر طرف آندھیروں اور برائیوں کے طوفان ہیں۔ اگر تم یہ سوچو گے تو کجھور کی قلم پھینک کر ہاتھ جھاڑ کے کھڑے ہوجاؤ گے۔ اور اس کو ضائع کردو گے۔ اسکو زمین میں بو دو اور اللہ کے آگے دعا کے لئے ہاتھ اٹھادو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم سے اسی محدود ذمہ داری سے آگے کوئی کردار ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ کبھی تم دنیاوی پیمانوں کے لحاظ سے خوش قسمت ہوتے ہو کہ تمہاری زندگی ہی میں تمہارا بویا ہوا پودا پھول لے آتا ہے اور کبھی تم یہ وقت آنے سے پہلے ہی دنیا سے چلے جاتے ہو۔ لیکن تم کہاں جاتے ہو، اللہ کے پاس جہاں تم کو دنیا میں لگائے ہوئے پودے کا پھل مل جاتا ہے۔ اس وقت تم خوش ہوگے کہ تم دنیا میں پودا لگادیا تھا اور ناامیدی کا شکار نہیں ہوئے تھے۔ تم پھل چاہے دنیا میں ملے یا آخرت میں، ملے گا ضرور۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

دل کے ارمان

سیمک ندا
سیکنڈ ایئر، پری میڈیکل

جیون کے درد بھرے پون
مرے قریب سے
اس طرح گزرے
مرا سارا جیون اداس کر گیا
میں اب وہ نہ رہی!
جو پہلے ہنس کر
لوٹ پھوٹ ہوا کرتی تھی....
سہیلیوں سے مل کر
دل لگایا کرتی تھی
دل کی ہر بات کہتی تھی
دل کے ارماں بہت تھے مرے
آنکھوں میں سپنے سجایا کرتی تھی
جو بھیگی بارش میں مچلتی تھی
جو پنکھ لگا کے اڑتی تھی
مسرور ہوا کرتی تھی
مگر اب میں اداس اداس ہوں!
اور دل کے ارمان
ٹوٹ چکے ہیں
بکھر چکے ہیں
اب میں نے سپنا دیکھنا چھوڑ دیا ہے
کیونکہ مرے دل پہ کانٹے بوئے گئے
مری آرزوؤں کا خون کیا گیا!
کوئی امید نہ نظاروں سے نہ آسائشوں سے
ہمیں واسطہ ہے بس ایک کلی سے
وہ بھی مل نہ سکی
ارماں تو کیا......!
پر، وہ مرجھا گئی
اب کس شئے کی ہوس کریں
اپنے لئے کیا مانگیں......؟
کس خواب کو حقیقت بنتے دیکھیں؟
جبکہ ....
وہ دل ہی نہ رہا.......

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

معلومات عامہ

ہماری دُنیا

غوث بخش ناگمان
تھرڈ ایئر

✿ دنیا میں پانی کا حصہ = ۷۱۰۴۳ فیصد

✿ دنیا میں خشکی کا حصہ = ۲۸۰۵۷ فیصد

✿ دنیا کے سب سے دو بڑے مذاہب

(۱) عیسائیت، (۲) اسلام

✿ دنیا کا سب سے بڑا براعظم: براعظم ایشیا ہے

✿ دنیا میں سب سے بڑا ریاستی ملک: امریکہ ہے جن کی ریاستوں کی تعداد ۵۱ ہے۔

✿ دنیا میں عجائبات کی تعداد کل ۷ ہیں: اہرام مصر، آویزاں باغات، ڈائنا کا مندر، جیوپیٹر کا مجسمہ، مسولین کا مقبرہ، رہوڈز کا مجسمہ اور اسکندریہ کا روشنی مینار۔

ایورسٹ جس کی اونچائی ۸۸۴۸ میٹر اور کے ٹو کی جس اونچائی ۸۶۱۰ میٹر۔

✿ دنیا کا سب سے بڑا صحرا: صحرائے اعظم جس کا رقبہ ۸۴۰۰۰۰۰ کلو میٹر ہے۔

✿ دنیا کا سب سے اہم جزیرہ: گرین لینڈ ڈنمارک جس کا رقبہ ۲۰۷۵۵۹۷ کلو میٹر ہے۔

✿ دنیا کی سب بڑی جھیل: کیپسئین ہے جس کی گہرائی ۹۴۶ میٹر، لمبائی ۱۱۹۹ کلو میٹر ہے۔

✿ دنیا کی بلند ترین آبشار: انجل ہے، جس کی اونچائی ۱۰۰۰ میٹر۔

✿ دنیا کا سب سے بڑا پُل: ۴۱½ ساڑھے چار میل لمبائی

✿ دنیا کا سب سے بڑا بند: نورک (روس) جس کی بلندی ۱۰۴۰ فٹ ہے۔

✿ دنیا کا سب سے بڑی سرنگ: سپمپلین (سوئٹرز لینڈ) ہے جس کی لمبائی ۱۲۳۲ میل ہے۔

✿ دنیا کا سب سے بڑا ریلوے پلیٹ فارم: سورن پور (انڈیا) میں ہے جس کی لمبائی ۲۴۱۵ فٹ ہے۔

✿ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری: برٹش میوزم ہے۔

✿ دنیا کی سب سے بڑی دیوار: دیوار چین ہے، لمبائی ۱۲۵۰ میل ہے

✿ دنیا کا سب سے بڑا ملک (بلحاظ آبادی): چین ہے۔

✿ دنیا کا سب سے بڑا دریا: دریائے نیل ہے جس کی لمبائی ۶۶۹۰ کلو میٹر ہے

✿ دنیا کی سب سے بڑی پہاڑی چوٹیاں: ماؤنٹ

***

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اُقوالِ زرّیں

شاکرہ علی محمد فائنل ایئر بی ایس سی

* عیاری چھوٹے کمبل کی مانند ہے، اس سے سر چھپاؤ گے تو پیر ننگے ہو جائیں گے۔ (سکاٹ)

* مچھر جب تک بھوکا ہے، زندہ رہتا ہے، سیر ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہو جائے تو مر جاتا ہے۔ (حضرت ربیع بن انسؒ)

* جب لاغری کے بعد حاکم موٹا ہو جائے تو جان لو کہ وہ رعیت اور اپنے ربّ کی خیانت کرتا ہے۔ (حضرت مالک بن دینارؒ)

* قیامت کو جو کچھ انسان کے ساتھ ہوگا، جانور دیکھیں گے تو کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں انسان نہ بنایا (حضرت ابو عمران جونیؒ)

* جو برے آدمی پر رحم نہیں کرتا وہ اس سے بھی برا ہے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

* ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنے غریب پڑوسی کا بوجھ برداشت نہ کر سکے۔ (فوکالڈ)

* کسی کتے کے آگے ہڈی ڈالنا فیاضی نہیں، یہ فعل فیاضی اس صورت میں ہوتا جب اس ہڈی کی ہمیں بھی اتنی ہی اشتہا ہوتی ہے جتنی کہ کتے کو ہے۔ (جیک لنڈن)

* اس چیز کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ امیر والدین غریب والدین کو جنم نہیں دیں گے۔ (پراچناؤ)

* موجودہ نظام میں اپنے پڑوسی کی جیب خالی کئے بغیر کوئی شخص اپنی جیب نہیں بھر سکتا۔ (ٹالسٹائی)

* تمام دنیا گھوم کر دیکھ لو مفلس کے لئے کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے۔ (جارج سینڈ)

* میں اس انسان کو بزدل خیال کرتا ہوں جس کا عمل اس کے تخیل کا آئینہ نہیں ہوتا۔ (جانسن)

* اگر بیوقوف بازار نہ جائیں تو بری چیزیں کون خریدے۔ (پیٹر بارنم)

* دیوار کا ایک پتھر خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو، اپنی قیمت رکھتا ہے۔ (لانگ فیلو)

* آپ خود کو دیانت دار بنانیے بعد یقین کرلیں کہ دنیا میں ایک بے ایمان کی کمی ہوگئی ہے۔ (کارلائل)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

افسانہ، خواب یا حقیقت

کلثوم احمد علی (بی اے فائنل ایئر)

ایک شب جب ''امن'' کی آنکھ لگی تو اس نے بڑا پُر آشوب خواب دیکھا کہ وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پہ ہے۔ جہاں سے اترنے کے ان گنت راستے ہیں مگر جب وہ اپنے اطراف میں نظر ڈالتا ہے اور نیچے دیکھتا ہے تو اسے ماحول اجنبیت سے بھرپور لگتا ہے۔ حدِ نگاہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے مگر عجیب سا گھٹن زدہ ماحول ہے۔ اس نے سوچا ''چلو میں بھی نیچے چل کر دیکھوں آخر ماجرہ کیا ہے؟'' نیچے اترتے ہوئے اسے لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ کسی بلندی سے پستی کی جانب رواں ہے۔ ''بڑا سہل راستہ ہے'' اس نے سوچا۔

نیچے پہنچ کر دیکھا کہ ایک جگہ دس بارہ افراد ہاتھوں میں تلوار لئے کمزور و لاچار اور بے زبانوں کو بری طرح مار رہے ہیں۔ وہ چلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوتا، کیوں کہ اول تو وہ خود قوتِ گویائی سے محروم ہیں دوسرے چار سُو جو لوگ ہیں وہ سماعت سے بے بہرہ ہیں۔ وہاں ہر کوئی اپنے آپ میں مست و مگن ہے۔

ذرہ دیر آگے گیا تو دیکھا کہ دُکانیں لگی ہوئی ہیں جہاں ''موت'' مہنگے داموں فروخت ہو رہی ہے، مگر خریدنے والوں کی قطاریں بے شمار ہیں۔ ہر کوئی اسی تگ و دو میں ہے کہ اسے موت کا پروانہ پہلے مل جائے۔ اور جو لیکر مڑ رہے تھے انکے چہروں پر ساری دنیا کی مسرت سمٹ آئی تھی۔ خیال آیا کہ موت تو ایسی چیز جو مفت بھی ملے تو ہر کوئی لینے سے انکاری ہو مگر یہاں کیا حالت ہے کہ ہر کوئی موت کا شیدائی۔ ان لوگوں میں اسے مایوسی بھی نظر آئی جو انکے درمیان کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اسے ہمیشہ مایوسی کی مسکراہٹ سے نفرت رہی ہے۔ چنانچہ وہ سارے منظر دور دور کھڑا دیکھ رہا ہے۔ اس نے چاہا کہ جا کے ان لوگوں کو روکے مگر ''امن'' کے قدم ایسے ماحول میں اسکا ساتھ چھوڑ دیتے تھے حالانکہ اسے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اسکی منزل ہوتی ہے اس جانب اسکے قدم غیر دانستہ طور پر اٹھ ہی جاتے ہیں۔

ذرا آگے چلتے ہوئے اسے بڑا سا پتھر نظر آتا

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہے جس پر اسکے کسی کتاب کے دیباچے میں پڑھے
ہوئے الفاظ نقش نظر آتے ہیں، اس پہ تحریر ہے کہ :
"جیو اور جینے دو..........
آدم زاد تم نے خود کو اپنی دہکائی ہوئی دوزخ میں کیوں
دھکیل دیا
کون کہہ رہا تو آسمان کی باتیں لا......
کس نے تقاضا کیا ہے کہ اپنے منہ کا نوالہ نکال کر
سامنے والے کو دے..............
کون کہتا ہے کہ تو اپنا مال و متاع کسی کے حوالے
کردے......
تیرے پاس تیرے دل کی دنیا ہے..........
اس میں باغ کیوں نہیں لگاتا..........
دل کے حسین زمانے رشک و حسد میں کیوں گنوا رہا
ہے..........
تجھے اپنی خوشی سے زیادہ دوسروں کے دکھ کی طلب
کیوں ہے..........
تجھ سے کوئی پیغمبری کے بوجھ اٹھوا رہا ہے......؟
یہ تو نے کس کے کہنے پر دوسروں کی زندگی میں آگ
لگانے کو لکڑیوں کے گھٹے کا بوجھ اٹھایا ہے..........
تجھے اپنی آنکھوں میں خوشی کی دمک کے بجائے
دوسرے آدم زاد کی آنکھوں میں آنسو کی دھند کیوں
پسند ہے..........؟
گڑھے کیوں کودتا ہے......؟ تیرا اپنا پاؤں پہلے پسل
سکتا ہے..........

آگ لگادیا ہے...... تیرے اپنے پاؤں جل سکتے ہیں
دل دکھا رہا ہے.......... مکافات عمل کا ترازو وہ سا
ہی تو جھول رہا ہے..........
بے حس بن رہا ہے...... تو کیا کائنات تمہارے اشار
پر سو جائیگی......؟
لکھی مٹا رہا ہے...... تو کیا مٹ جائیگی..........؟
جینے کے اتنے اہتمام...... کیا موت نہیں آئیگی......
لیکن اس کے بعد کا منظر بڑا ہیبت ناک تھ
جس طرح میدان عرفات میں شیطان کو کنکریاں مار
جاتی ہیں، اسی طرح ان الفاظ کو بھی ہر گزرنے وا
شخص ایک پتھر مار رہا ہے۔
پیاس کی شدت "امن" کو بے حال کرتی ہے
تو وہ تلاش آب میں بھٹکنے لگتا ہے، تو دور اسے پانی نظر
آجاتا ہے۔ پانی کے پاس جاکر دیکھتا ہے تو سینکڑوں افر
پانی پی رہے ہیں اور مشکیزے بھر رہے ہیں۔ وہ ذرا
جھکتا ہے تو اسے پانی سرخ نظر آتا ہے چلّو میں پانی بھر
ہے تو پانی میں کون کی آمیزش نظر آتی ہے "تو یہاں
پانی کی یہ حالت" وہ سوچتا ہے۔ پانی بھی ہے اور پیاس
بھی ہے مگر یہ محلول مکر جانے یہ مجبور کردیا ہے، تب
وہ وہاں سے ہٹ جاتا ہے۔
اب تک "امن" ان لوگوں سے دور دور تھ
اور کسی کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔ مگر جیسے ہی
لوگوں نے اسے دیکھا اسکے پیچھے دوڑ پڑے اور زور زو

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

سے چلانے لگے "ختم کردواسکو"۔ اور اسی اثنا میں اس کی آنکھ کھل گئی اور اس نے خود کو حقیقت میں پایا۔ سانس پھول رہی تھی۔ اس نے حقیقت کو بڑا ہوش ربا پایا۔ ابھی تک اس "برے خواب" کا عکس اسکے ذہن پر موجود تھا۔ حقیقت خواب کے بر عکس تھا۔ حقیقت میں تو وہ سب کچھ تھا جو "امن" کو پسند تھا۔ سارے لوگ خوش و خرم تھے سب قناعت پسند تھے، کوئی خدائے بزرگ و برتر کی ناشکری و نافرمانی نہیں کر رہا تھا۔ مسجدیں آباد تھیں، بھائی چارہ و عدل و انصاف جیسی چیزیں عام تھیں ۔ بے زبانوں سے معصوموں سا سلوک روا رکھا جارہا تھا۔ حقیقت میں کوئی موت بر حق اور وہ قوت یہ ہی آئیگی۔ حقیقت میں ہر کوئی خدا اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات سے فیضیاب ہورہا تھا۔ ایک جگہ کچھ لوگ خدا اور اسکے رسول ﷺ کی باتیں پڑھ کر دوسروں کو بھی سنا رہے تھے۔ "امن" بھی بیٹھ کر سننے لگا۔ یہاں اس نے اپنے دوست "امید" کو بھی پایا، جسے دیکھ کر اسے بے حد مسرت ہوئی۔ اتنی اچھی باتوں سے فیضیابی کے بعد وہ پانی کی تلاش میں گیا تو اسے بے حد چمکیلی جگہ نظر ائی۔ وہاں چل کر انکشاف ہوا کہ یہ حقیقت کا ندی ہے جو شفاف ہونے کی وجہ سے جب سورج کی شعاعیں اس پر پڑ رہی تھیں تو پانی کی سطح پر ہیروں کی موجودگی جیسا منظر پیش کر رہا تھا۔ پانی کے پاس "امن" کو اپنا ایک اور بہترین دوست "ایمان" نظر آیا، جس سے اس نے چند باتیں بھی کیں۔

لوگوں نے جب "امن" کو دیکھا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور "امن" کو بتایا کہ وہ اصل میں ادھر ہی کا باسی ہے۔

"امن" کو بھی یہ جگہ بہت پسند ہے لیکن وہ ابھی بھی یہ سوچ رہا ہے کہ "جو بند آنکھ سے دیکھ رہا ہے تھا وہ خواب تھا؟ یا جو وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے یہ خواب ہے؟ ان دونوں میں سے حقیقت کون سا ہے؟ "امن" بڑی الجھن میں ہے۔ اگر آپ اسکی الجھن دور کردیں تو مہربانی ہوگی۔

یہ دل کا دشت ہے، یہ زلف کی گھٹا چاہے
سفر کے حبس میں دیدار کی ہوا چاہے
ترے سوا نظر میں کوئی جچا ہی نہیں
تجھے نہ چاہے تو پھر کس کو دیکھنا چاہے
سمجھا رہے ہیں، مجھے کوہسار کے خم و پیچ
یہ زندگی ہے، وفاؤں کا سلسلہ چاہے
بس اس کے بعد تو جنگل کی شام آتی ہے
سو لوٹ جا، تو اگر ساتھ چھوڑنا چاہے
چہ خوش نظر ہے۔ عطا! میرے عہد کا گلچیں
جو آگ بانٹے کے خوشبو سمیٹنا چاہے

عطا شاد

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اِنفرادی اختلاف

اَسماءشمیم (لیکچرار ہوم اکنامکس)

افراد بحیثیت انسان کچھ ایسی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں، جو سب میں مشترکہ پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر ہر آدمی کے دو ہاتھ ، دو کان ، ایک ناک اور دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ نیز تمام افراد میں یکساں طور پر چند بنیادی صلاحیتیں پائی جاتی ہیں۔ مگر ان تمام مماثلوں کے باوجود ہر فرد دوسرے فرد سے کسی نہ کسی طرح مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی گھر میں چار پانچ بچے ہیں مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک بچے کی دوسرے بچے سے صلاحتیں، قابلیتیں اور رجحانات مختلف ہوتی ہیں، یہاں تک کہ عادات واطوار میں فرق ہوتا ہے کھیل کے میدان میں ہر بچے کی دلچسپی مختلف نوعیت کے کھیلوں میں ہوتی ہے۔

کلاس روم میں مسلہ درپیش یہ ہے کہ کلاس روم کے متعدد بچوں میں سے کچھ بچے اپنے ہم جماعتوں سے تعلیمی میدان میں پیچھے رہ جاتے ہیں یعنی وہ دوسرے بچوں کے ساتھ ترقی کرنے سے قاصر رہتے ہیں جبکہ ان بچوں کو ایک ہی کورس پڑھایا جارہا ہے، ایک ہی مقررہ وقت تمام بچوں کو دیا جارہا ہے اور ایک ہی استاد تعلیم دے رہا ہے۔ ان میں سے کچھ بچے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں کچھ کی کارکردگی درمیانہ نوعیت کی ہوتی ہے جبکہ بعض ان میں سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔

آخراس کی کیاوجہ ہے ؟

اس کی اہم بنیادی وجہ انفرادی اختلاف (Indi-vidual difference) ہیں۔ قابلیت، رجحانات کے اعتبار سے ہر بچہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی بچہ دوسرے بچے سے مکمل طور پر انفرادیت کا عامل ہوتا ہے، اس کے سوچنے کا انداز، سمجھنے کا طریقہ اور ذہنی قابلیت مختلف ہوتی ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام کی بنیادی خامی یہ ہے اس میں تعلیم وتربیت نفسیاتی نقطہ نگاہ سے نہیں کی جاتی یعنی تعلیم سے پہلے ایسا کوئی طریقہ رائج نہیں کہ پہلے بچے کی قابلیت، صلاحیت اور رجحان کو جانچا جائے اور پھر ایک جیسی صلاحیت اور ذہنی استعداد رکھنے والے تمام بچوں کو ایک کلاس میں رکھا جائے۔ یعنی پہلے نفسیاتی طریقوں اور ٹیسٹوں سے ذہانت کو جانچا جائے اس کے بعد تعلیمی گروپ تشکیل دیے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

جائیں بلکہ انہیں ذہنی قابلیت اور صلاحیت کی بنا پر بنایا جائے تاکہ تمام بچوں کی کارکردگی ایک جیسی ہو اور انہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے جو وہ اپنے ہم جماعتوں سے پیچھے رہ جانے کی بنا پر اٹھاتے ہیں اور اس سے ان میں خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے بچوں کے درمیان ذہنی مطابقت قائم کرنے میں ناکام رہتے ہیں جس کی وجہ سے بے راہ روی اور جرائم جیسے نقصانات سامنے آتے ہیں اور اسے بچے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رکھ پاتے۔ لہذا ضروری ہے کہ نظام تعلیم میں ایسے ٹیسٹوں کو شامل کیا جائے جو بچوں کی ذہنی صلاحیت و قابلیت جانچنے میں معاون ثابت ہوں اور پھر بچوں کو ان کی ذہنی قابلیت و صلاحیت اور رجحان کے لحاظ سے تعلیم دی جائے۔ کیوں کہ آج کا طالب علم کل کا معمار ہو گا۔ لہذا ضروری ہے کہ ملک و ملت کے معمار قابل اور متوازن شخصیت کے حامل افراد ہوں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم ہر طالب علم کی تعلیم و تربیت میں اس کے رجحان اور صلاحیت کا خیال رکھیں تاکہ طالب علم جو بھی کام کریں یا پھر پڑھنے کیلئے جن مضامین کا انتخاب کریں اس میں ان کی دلچسپی ہو۔ تاکہ بہتر نتائج سامنے آئیں۔

قدرت نے ہر بچے کو کسی خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ہے اور اسی مقصد کے اعتبار سے اس کو صلاحیتیں اور قوت عطا کی ہیں۔ اس لئے والدین اور اساتذہ کا کام ان قوتوں اور صلاحیتوں کو پہچان کر اجاگر کرنا ہے۔

جو والدین بغور بچے کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں وہ با آسانی سمجھ لیتے ہیں کہ کون سا بچہ کیا بنے گا۔ کیوں کہ بچہ خود اپنی نقل و حرکت اور دلچسپیوں سے اپنی پوشیدہ صلاحیتوں اور قوتوں کا اظہار کرنے لگتا ہے۔

"ایک کامیاب تعلیمی عمارت کیلئے مضبوط بنیاد فراہم کرنا ہو گی"

مناسب تعلیم و تربیت کے ضروری ہے کہ والدین شروع ہی سے بچوں کو جانئیں اور سمجھنے کی کوشش کریں قدرت نے جس کام کیلئے اس کو پیدا کیا ہے اس کو کرنے کیلئے اس میں تمام قوتیں اور صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ جب ہم مکان تعمیر کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی بنیاد ڈالتے ہیں اور اس کی بنیاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ عمارت پائیدار ہو۔ اگر اسی تصور کے تحت بچوں کی تعلیمی عمارت تعمیر کی جائے تو وہ مضبوط ہو گی، یعنی کسی بھی بچے کی تعلیمی عمارت کو مضبوط اور پائیدار کرنے کیلئے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنی ہو گی۔

ابتدائی تعلیم سے ہی بچوں کو مضبوط بنیاد فراہم کی جائے تاکہ آگے چل کر وہ کامیابی کی منزلیں طے کر سکیں۔ کامیابی کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلا قدم صحیح یا درست رکھا گیا ہو۔ اگر پہلا قدم مضبوط نہیں ہو گا تو وہ اپنے دوسرے قدم میں توازن بر قرار نہیں رکھ سکتا اور اس کے گرنے اندیشہ ہوتا ہے۔ یہی حال ہر طالب علم کا تعلیمی میدان

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

میں ہوتا ہے اگر اس نے تعلیمی سیڑھی پر اپنا پہلا قدم یعنی پرائمری کلاسز میں مضبوط بنیاد نہ بنائی تو وہ سیکنڈری کلاسز کے نصاب کو مکمل اور اچھی طرح نہ سمجھ سکے گا۔ تو آگے چل کر وہ پروفیشنل زندگی میں ناکام رہے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ بچوں کو ابتدائی تعلیم سے ہی مضبوط بنیاد فراہم کی جائے جس کے بل بوتے پر وہ ہر فریضہ کامیابی سے طے کرتا جائے۔

آج کے طالب علم کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ شروع سے محنت کرنے کے عادی نہیں ہوتے ان کے بنیادی تصورات واضح نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کالج میں یا تو فیل ہو جاتے ہیں یا پھر ان کی کارکردگی اتنی نامکمل ہوتی ہے کہ تعلیم جاری رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے طالب علم ناجائز حربوں سے اپنے آپ کو کامیاب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عطاشاد

٥

جانے کیا سوچ کر سرابوں میں
اپنی ناؤ ڈبو گیا ہوں، میں

اب نہ ٹھہروں گا، اب نہ لوٹوں گا
راہ کی دھول ہو گیا ہوں، میں

عداوت کے پہاڑوں پر

عطاشاد

عداوت کے پہاڑوں پر
کوئی پیغام اُترے گا، محبت کا
تو نفرت کی چٹانیں
سبزہ پہنیں گی مروّت کا
محبّت کے سفر پر
کھول دے گا راستے سارے
عَصائے موسوی کے سامنے
قُلزم کدُورت کا
میں اپنے پیاس کے قدموں سے
ناپوں گی، کہاں تک ہے
وہ صحرا دشمنی کا
دشت، لامحدود نفرت کا
کہ جس سے چشمہ پھوٹے گا
کسی معصوم ایڑھی سے
اَزل تا اَبد
سارے پیاسوں کی ضرورت کا۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

زندگی کے آداب

درِ دانہ شیراں (تھرڈ ایئر بی اے)

ایسی پسندیدہ حرکات و سکنات جن کا اظہار کر کے ہم ہر وقت اپنے رشتے داروں اور دوستوں کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ آداب کہلاتے ہیں۔

گفتگو کی آداب:

کلام صاف، شائستہ اور تہذیب کی حد میں ہونا چاہیئے بڑوں کا ادب و احترام ملحوظ رہے۔ چھوٹوں سے شفقت اور انسیت، برابر والوں سے خلوص اور محبت کا اظہار ہو۔ بات چیت نرم، سادہ ار عام فہم ہونی چاہیئے۔ گفتگو نرم اور موقع محل کے مطابق ہونی چاہیئے۔ دوسروں کی بات نہ کاٹنا، خاموشی سے بات سن کر حسب ضرورت معقول جواب دینا بھی گفتگو کے آداب میں شامل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ اس انداز سے ٹھہر ٹھہر کر کلام کرتے تھے کہ ہر لفظ سامعین کو ذہن نشین ہو جاتا تھا۔ ارشاد ربانی ہے کہ انسانوں سے اچھی طرح سے کلام کرو۔

ملاقات کے آداب:

ملاقات آپس میں انس و محبت اور ہمدردی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس سے اجنبیت دور ہوتی ہے۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ ملاقات میں خلوص اور بے غرض دل میں انمٹ نقوش پیدا کرتی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ سلام میں ہمیشہ سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بے تکلف دوستی میں بھی بد تمیزی اور بد کلامی کو قریب نہ آنے دیا جائے۔

مجلس کے آداب:

انسانوں کو جب کسی جگہ بیٹھنے کا موقع میسر آئے تو سب سے اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کی بات کو نہایت صبر و تحمل سے سن لیا جائے۔ نشست و برخاست وغیرہ میں تہذیب اخلاق اور مروت کا ثبوت دینا چاہیئے۔ دو چار آدمی آپس میں گفتگو کر رہے ہوں تو بلا اجازت ان کی بات میں دخل دینا نہایت معیوب بات ہے۔ محفل میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیئے۔ تکیہ لگا کر یا پاؤں پھیلا کر بھیٹنا بہت برا اور مجلس کے آداب کے خلاف ہے۔

لباس کے آداب:

پوشاک انسانی تمدن کی اہم ضرورت ہے۔ ہر ملک کی آب و ہوا اور تہذیب کے مطابق اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مردوں کو ایسا لباس زیب تن کرنا چاہیئے جو ستر پوش ہو۔ فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے اور

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

غرور و نخوت پیدا نہ کرے۔ عورتوں اور لڑکیوں کے لئے لباس اس قسم کے ہونے چاہئیں جو ان کی زینت کو چھپائے اور ان کی عزت اور آبرو کا محافظ اور وقار کا حامل ہو۔ مردوں اور لڑکوں کے لئے بھڑکیلے قسم کا لباس نامناسب ہے، لباس کو سلیقے اور موقع محل کے مطابق پہننا چاہیئے۔

کھانے کے آداب:

کھانے سے پہلے منہ ہاتھ دھو لیجئے، کلی کر لیجئے، کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیجئے۔ اپنے آگے سے کھانا شروع کیجئے، جتنا کھانا ضرورت ہو پلیٹ میں اتنا ہی نکالئے۔ جو لوگ بے صبری میں زیادہ نکال لیتے ہیں، کھایا نہ جائے تو جھوٹا کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس طرح کھانا ضائع ہو جاتا ہے اور یہ کھانا کھانے کے آداب کے منافی عمل ہے۔

★★★

کرختہ

عطاشاد

کرختہ کی وادی ہے
کرختہ کی وادی ہے
بادلوں کے سائے میں
سرمئی خموشی ہے
شیر گرم خوشبوئیں
قربتوں کی خواہش میں
دل سے یوں لپٹتی ہیں
جیسے وصل گاھوں میں
لذتوں کی پریوں کے
پر پھڑپھڑانے لگتے ہیں
جیسے چاند راتوں میں
سرپھرے چکوروں کے
دل دھڑکنے لگتے ہیں

سُرمئی خموشی ہے
پھر بھی گرم جوشی ہے
کرختہ کی وادی میں
کرختہ کی وادی میں
سرمئی خموشی کی
منتظر محبت میں
سوچ کے گلابوں کی
آنچ برستی رہتی ہے
جیسے یاد کی کونپل
انتظار کی شب میں
بس ترستی رہتی ہے
اور پھول بننے کی..
شبنمی بشارت میں
خود برستی رہتی ہے
کرختہ کی وادی میں
ایک اور وادی ہے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہمارا نظامِ تعلیم اور محکمۂ تعلیم

آکھسف خان بزنجو (بی کلاس، سیکنڈ ایئر)

شعور آگہی اور تمدنی ترقی کا آپس میں گہرا ربط ہے اس ربط کو استوار رکھنے میں تعلیمی ترقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم سے ہٹ کر شاید ہی کوئی عنصر اس سلسلے میں معاون ثابت ہوتا ہو۔ معاشرتی ترقی کے لئے تعلیمی ترقی زینہ کا کام سرانجام دیتی ہے۔ بہتر اور معیاری تعلیم کے عامل افراد کسی اچھے لباس کی طرح معاشرتی بیماریوں کی تشخیص کرتے اور انکے تدارک کے لئے عمل کے روایات تجویز کرتے ہیں۔ یوں معاشرے اور ممالک دنیا کے دیگر اقوام کے مقابلے میں ترقی کے منازل طے کرتے ہیں۔ پاکستان کی نظریاتی اساس اسلام کے سنہرے اصولوں پر مبنی ہے جو تمام مسلمانوں سے بلا تمیز جنس، علم کے اصول کو فرض قرار دیتے ہیں۔ دنیا نے دیکھا مسلمانوں نے علم کے اصول کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات کو سینے لگایا تو دنیا کے سب سے پڑھی لکھی اور منظّم قوم مسلمان کہلانے لگی۔ دنیا کے بہترین تعلیم و تحقیقی ادارے مسلمانوں ہی کے دم قدم سے آباد ہونے لگے۔ اور دنیا کے بہترین درسگاہیں مسلمانوں کے زیر سایہ پروان چڑھیں۔ اس تمدنی میراث کا وارث اور برصغیر کے مسلمانوں کا وطن پاکستان اس معیاری اور حقیقی تعلیم کے اساس کو اجاگر کرنے اور ترقی کا سفر طے کرنے کا عزم لئے ہوئے ہیں۔ گو کہ قیام پاکستان کے وقت چند محدود تعلیمی ادارے تھے اور پورے ملک میں معیاری تعلیمی اداروں کے قیام کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن وفاق کے ایک ستون کی حیثیت سے صوبہ بلوچستان کو تعلیمی میدان میں ترقی اور تعلیم دوست سرگرمیوں کی ضرورت دوسرے صوبوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ بلوچستان کو قیام پاکستان سے قبل کے منظرنامے میں دیکھا جائے تو اس کی واحد شناخت اس کی پسماندگی ہی تھی، خواہ قائداعظم کے ۱۴ نکات ہوں یا انگریزی اصلاحات یا کانگریس کی چالبازیاں۔ ہر منصوبے میں بلوچستان کی پسماندگی کا شدومد سے ذکر ملتا ہے اور اس

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پسماندگی وجہ صرف تعلیمی میدان پسماندگی تھی۔ تعلیمی پسماندگی مجموعی طور پر قومی پسماندگی کی بنیاد ہوتی ہے آج حکومت کی سطح پر بلوچستان میں دو یونیورسٹیاں اور ایک لا کالج اور ۱۷ ڈگری کالج ۳۴ انٹر کالج موجود ہیں۔ جبکہ نجی سطح پر کیڈٹ کالج تعمیر نو کالج ، اسلامیہ کالج ، تین ریزیڈشنل کالج دوسری یونیورسٹیاں اور کالجز شامل ہیں۔ اب ہم اپنے مضمون کی طرف آتے ہیں کہ صرف مکران ڈویژن میں ۶ کالج ہیں ۔ جن میں دو ڈگری کالج اور باقی سب انٹر کالج ہیں۔ اب ہم حکومتی سطح پر ان کالجوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک ڈسٹرکٹ کیچ ایک ڈگری کالج اور دو انٹر کالج اور ایک گرلز کالج شامل ہیں۔ ڈگری کالج تربت فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور حکومت میں قائم ہوئی۔ جبکہ گرلز کالج تربت کا قیام چند سال پہلے عمل آیا۔ بوائز کالج اور گرلز کالج کو صرف ایک پرنسپل کے ماتحت چلایا جارہاہے جو کہ ایک پرنسپل کے لئے مشکل اور کٹھن کام ہے ۔ یہ واحد پرنسل جناب پروفیسر قاضی عبدالاحد صاحب ہیں۔ محکمہ تعلیم اس اہم مسئلے کے لئے کوئی ٹھوس اقدام نہیں اٹھاتا ،اس لئے محکمہ تعلیم کی کارکردگی خاص کر مکران ڈویژن میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ آخر کیوں ؟ محکمہ تعلیم مکران ڈویژن کے کالجز کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتی ؟ کیا محکمہ تعلیم ان بچوں یا طالب علموں کی مستقبل کو تاریک دیکھنا چاہتی ہے ؟ کیا محکمہ تعلیم کا معیار اتنا گر گیا ہے کہ وہ ایک گرلز کالج کو ایک فیمیل پرنسپل اور چند فیمیل لکچرار مہیا نہیں کر سکتا ؟ تو اور کیا کر سکتا ہے ؟ آیا محکمہ تعلیم مکران ڈویژن کے طالب علموں کے نہیں ہے ؟ اس کے علاوہ مکران ڈویژن میں ڈگری کالج ایوب خان دور حکومت سے لیکر ۱۹۹۹ء تک ویسا کا ویسا تھا۔ ان پرانے میٹریل کے ساتھ گزارا کر رہا تھا۔ ۲۰۰۱ء کا سورج طلوع ہوا تو اس کالج میں روشنی کی کچھ شعاعیں منعکس ہوئیں۔ یہ دور فوجی حکومت کا دور کہلایا، جس کی مدد سے اس کالج کو کچھ سپورٹ یعنی سو فیصد میں سے پانچ فیصد تعاون ملا۔

خوشحال پاکستان پروگرام تحت کالج کی ریپئرنگ ، چونا، پینٹ ، سائنس لیبارٹریز کیلئے میٹریل اور کالج لائبریری کیلئے کچھ پیسے مختص کئے گئے۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں سائنس لیبارٹری کے انسٹرومنٹ وکیمکلز اور لائبریری کی کتابیں دستیاب ہیں ہوئے تھے۔

کالج کے باہر خوب چمک دمک ہے لیکن کالج کے آڈیٹوریم ہال کے اندر کرسیاں ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہیں۔ اس پروگرام کے تحت کالج کے باہر خوب چونا پینٹ کیا گیا لیکن کالج کے کلاسوں کے اندر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو سوائے ٹوٹی پھوٹی کرسیوں، ٹیبلوں اور خستہ حال فرنیچر کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔

محکمہ تعلیم کو اس بات کی طرف احساس دلانا چاہتا ہوں کہ کالج کے باہر پیسے خرچ کرنے بجائے اس کی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اندرونی حالت کو بہتر بنائی جائے تاکہ طالب علم اس میں بیٹھ کر سکھ کا سانس لے سکیں۔

بوائز کالج کے لیکچرار صبح کے وقت بوائز کالج کے کلاسز لیتے ہیں اور شام کے وقت گرلز کالج کے طالبات کو پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے پاس فارغ اوقات نہیں کہ وہ کچھ دیر آرام کر سکیں۔ جن لڑکوں ٹیوشن پڑھنے کے ضرورت ہے وہ ٹیوشن سے محروم ہیں کیوں کہ جب ٹیوشن کا وقت ہوتا ہے تو لیکچرار صاحباں گرلز کالج کے طالبات کو پڑھانے میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں اور بیچارے ٹیوشن سے محروم بوائز طالب علم ٹیوشن کی روشنی سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ بوائز طلبہ کا وقت ٹیوشن گرلز طالبات پر خرچ کی جارہی ہے اس بات کا ایک واضح مثال یوں ہے کہ جب گرلز کالج کی بنیاد رکھی گئی تو ظاہری بات ہے کہ جب انسان کسی چیز کا بنیاد رکھ دیتا ہے تو اس کے لیئے میٹریل درکار ہوتی ہے تو وہ میٹریل کسی دوسرے کے حق کو مار کر حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے لئے پہلے میٹریل کی بندوبست کرنی پڑتی ہے۔ تو کیا محکمہ تعلیم نے گرلز کالج کی بنیاد رکھی تو اس کے لئے میٹریل کا بندوبست نہیں کیا ہوگا اس بات اصل مقصد یہ ہے کہ جب گرلز کالج تعمیر ہوئی تو کیا محکمہ تعلیم نے اس کے لئے پرنسپل اور لیکچرار کا بندوبست نہیں کیا ہوگا۔ اس مثال سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ محکمہ تعلیم کی کارکردگی مکران ڈویژن میں نہ ہونے کی برابر ہے۔ نااہلی اور غفلت کی ایک حد ہوتی ہے۔ محکمہ تعلیم نے وہ حد پار کر لیا ہے یعنی کہ کسی جگہ پر کالج کا تعمیر کروانا اور اسے پرنسپل اور لیکچرار سے محروم کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ گرلز کالج تربت کو فیمیل لیکچرار کی ضرورت ہے لیکن وہ انکو مکمل شکل میں دستیات نہیں ہیں ۔ گرلز کالج کے طالبات کی ضرورت میل لیکچرار سرانجام دے رہے ہیں جس کی وجہ سے بوائز کالج کے طالبہ ٹیوشن پڑھنے سے محروم ہیں۔ آخر محکمہ تعلیم ان بچیوں کے دل کی فریادوں کو کیوں نہیں سنتا؟ سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا محکمہ تعلیم مکران ڈویژن کے طلبہ و طالبات کو اس ایجوکیشنل دور میں علم کی عظیم روشنی سے محروم رکھنا چاہتی ہے؟

ڈگری کالج تربت میں اب تک لیکچراروں ۲۵ پوسٹیں خالیں پڑی ہیں ، اس مسئلے کے بارے میں ہمارے بزرگوار پرنسپل جناب قاضی عبدالاحد صاحب نے کئی بار ایجوکیشن کے ڈائرکٹر غلام شبیر ، سابقہ صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر رضیہ بابر اور وفاقی وزیر تعلیم محترمہ زبیدہ جلال صاحبہ سے درخواست کی اور ڈیلیگرام بھیجا تو کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ حطی کہ میں نے خود طلبہ یونین لیڈر کی حیثیت سے ٹیلی فون پر ان سے اس مسئلے کے بارے میں بات چیت کی، لیکن محکمہ تعلیم کے افسران کے کانوں پر جوں نہ رینگتی، صرف ''ہاں''اور'' کام ہو جائے گا''۔ پھر ہم اس مسئلے کے بارے میں بلکل مایوس ہو گئے۔ کہ ہمارے طرف کوئی توجہ دیتا ہی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نہیں ہے۔ ہم خواہ مہ خواہ ان پر اعتبار کی روشنی میں کیوں بیٹھے ہیں۔ ہماری بات کا کوئی سننے والا ہیں نہیں۔ تو ہم کسے اپناد کھڑا سنائیں، ہم کدھر جائیں، ہم کس کا دروازہ کٹکٹائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو موم کردے تاکہ ہماری باتیں پگل کر انکی دلوں میں اتر جائیں اور وہ ہمارے طرف متوجہ ہو جائیں۔'' آمین''۔

علاوہ ازیں پچھلے سال ۲۰۰۰ء کے دوران ان دونوں کالجوں میں ایک سال تک فزکس کا کوئی لیکچرار نہیں تھا۔ تو طلبہ و طالبات نے اس بات پر احتجاج کیا کہ ہم نے سال بھر فزکس کا مضمون پڑھا نہیں اس لئے ہم فزکس کا پیپر کا بائیکاٹ کریں گے، جب اگزام کا وقت آیا تو طلبہ و طالبات نے احتجاج کیا کہ ہم یہ پیپر نہیں دینگے۔ تو بورڈ کے کنٹرولر اور اسسٹنٹ کنٹرولر اور اگزامنروں نے کہا کہ آپ پیپر کا بائیکاٹ کریں گے تو آپ کا نقصان ہوگا، نتیجہ یہ نکلا کہ سب پیپر دینے کے راضی ہو گئے کہ ہم پیپر دینگے، کہ اس پیپر کی پاس کروانا آپ کی ذمہ داری ہے، توانہوں اس ذمہ کو قبول کیا لیکن افسوس.............۔

نتیجہ یہ نکلا جب رزلٹ کا اعلان ہوا تو اخبار میں سارے لڑکے فیل تھے۔ میرے پیارے بھائیو! یہ سب کس کے وجہ سے ہوا؟ کتنے افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کے محکمہ تعلیم خود تو لاپرواہ ہے ہی اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنے لاپرواہی کی آگ میں جلسا دیتا ہے۔ محکمہ تعلیم اوپر سے طلبہ و طالبات پر پریشر ڈالتی ہے کہ نقل نہیں کرو، ہم نقل کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ تو دوسری طرف آپ دیکھیں کہ ایک طلبہ و طالبات کو لیکچرار نہیں کرتے تو دوسری طرف کہتے ہیں کہ نقل مت کرو۔ آپ ماشااللہ خود دانشمند لوگ ہیں، کیا یہ غلطی طلبہ و طالبات کی ہے یا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی؟ سوچ کر جواب دیجئے۔

مکران ڈویژن میں ایک کالج گوادر میں جوانٹر کالج ہے جو برائے نام ہے۔ نہ کوالیفائیڈ لیکچرار ہیں اور نہ کوئی پروفیسر، اس لئے میں نے اس کو ''برائے نام'' موسوم کر کے پکارا ہے۔ یہ کالج بھی تربت کالج کی طرح ویران اور سنسان پڑا ہوا ہے۔ اس ایک ہی کالج میں صبح کے اوقات میں طلبہ اور شام کے اوقات میں طالبات کو پڑھایا جاتا ہے۔ گوادر میں تو ان معصوم طالبات کے لئے کوئی گرلز کالج ہے ہی نہیں۔ وہ اس بوائز کالج کے ذریعے اپنے تعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

محکمہ تعلیم تو بس یہی سمجھتے ہے کہ میں نے اس علاقے کے لئے ایک کالج تعمیر کروایا ہے سمجھو کہ میں نے اس پر اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ یہ نہیں دیکھتی کہ اس کالج کو میں نے بنوایا تو آیا اس میں کسی چیز کی کمی تو نہیں۔ اس بات سے ڈیپارٹمنٹ بلکل بے خبر خواب خرگوش کی طرح غفلت کی نیند سو رہی ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہمیں اپنے میگزین کے توسط سے محکمہ تعلیم کو غفلت کی نیند سے جگانا ہوگا وہ جاگ کر ان اہم مسئلوں کی طرف توجہ دیں۔

اس لئے ہمارا احکام بالا سے مطالبہ یہ ہے کہ

☆ڈگری کالج تربت سمیت، مکران کے کالجوں کے خالی اسامیوں پر لیکچرار تعینات کی جائیں۔

☆گرلز کالج کے لئے خواتین لیکچرار اور پرنسپل مقرر کئے جائیں۔

☆گرلز کالج کاالگ لیبارٹری کا قیام عمل میں لاکر تمام لیب اشیاء معیا کئے جائیں۔

☆ لائبریریوں کے لئے مخصوص کتابیں، ٹیبل اور کرسیاں فراہم کی جائیں۔

☆ تمام کالجوں کے پریٹیکل لیبارٹریوں کے لئے انسٹرومنٹ کیمیکلز اور ماڈل ڈائگرام فراہم کئے جائیں۔

☆ مکران کالجوں کے درمیان انٹر ٹورنامنٹ اور ادبی ثقافتی پروگرام منعقد کئے جائیں۔

بقول شاعر ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کی مقدر کا ستارہ
اللہ کو پامردیِ مومن پہ بروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا (اقبال)

یہ آنکھیں

یہ آنکھیں، یہ حسیں آنکھیں
یہ آنکھیں، جو مرے احساس کی شفاف چلمن سے
مری حسرت بھری آنکھوں کو تکتی ہیں
مری سانسوں کو چھوتی ہیں۔
مرے دل میں اُترتی ہیں
مجھے اک اور دنیا کے حسیں خوابوں کی ہریالی میں
یوں زنجیر کرتی ہیں
کہ جیسے میں کوئی آہو
بیاباں سے ابھی وادی میں آئی ہوں
یہ آنکھیں
یہ حسیں آنکھیں، تم اپنے ساتھ لے جاؤ
تم اپنے ساتھ لے جاؤ، یہ خوابوں کی حسیں دنیا
مجھے معلوم ہے، میں دشت کی تنہا مسافر ہوں
یہاں تپتے بگولوں کو گھٹا چھونے کی حسرت ہے
صدا چھونے کی حسرت ہے

عطاشاد

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بلوچی حصّہ

۲۰۰۱ء

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بلوچی بهر

کتاب ءِ نام ....کیچ

زبان ....بلوچی

دلگوش ....پروفیسر قاضی عبدالاحد

چھاپ کنوک ....میگزین سوسائٹی

گورنمنٹ عطاشاد ڈگری

کالج تربت

سال ۲۰۰۱

شونکار ....سربلند خان

طالب علم شونکار ....قاسم فراز

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

لڑ

نمبر شمار	نبشتانک	نویسکار	تاکدیم
۱	شونگال	سربلند خان	٦٧
۲	منءُ ڈگری کالج	اے - آرداد	٦٨
۳	ورنائیءَ رند	غنی شریف بی اے	۷۰
۴	آ کئےات	امیر حبیب بی ایس سی	۷۲
۵	ایشیءَ ہم بچار	حنیف رضا بی ایس سی	۷۴
٦	گُرشن	زبیر الرحمٰن	۷٦
۷	ما وتی ماتی زبانءَ نزانیں	گل افروز سعید	۷۸
۸	گُڈّی زندگی	رؤف حکیم	٦۹
۹	آپ	محمد علی درویش	۷۷
۱۰	شپ ہلاس نہ بیت	این ادیب بی اے	۸۰
۱۱	جُستءُ پسو	رؤف حکیم بی اے	۷۱
۱۲	سمّل چہ منءُ شُت	شاہ فیصل شاد	۸۱
۱۳	غزل	امیر حبیب شے زئی	۸۳
۱۴	غزل	نذیر بالاچ	؍؍
۱۵	نظم	غفور محتاج	۸۲
۱٦	غزل	حفیظ رؤف	۸۴
۱۷	تئ بوہگ ءِ گمان	جی ایس بلوچ بی اے	؍؍
۱۸	غزل	عابد لعل	۸۳
۱۹	منءَ رنگے بدئے	حمّل مدان	۸۵
۲۰	غزل	زبیر الرحمٰن	۸۳
۲۱	غزل	نواز سلیم	۷۷

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

شونگال

دوُدانک

گورنمنٹ عطاشاد ڈگری کالج تربت ءِ سیمی تاک ''کیچ'' شمے دست ءَ انت ۔ ایشی ءِ شرّی ءُ هرابیانی دریگیوک ، ایشی ءِ وانوک انت ۔ وانگ جاہانی مُراد ءُ مکسد ایوکا واننگ نہ انت بلکیں طالبانان دگہ بازیں بازیں شرّیں چیزانی هیل دیگ انت ۔

مکران ہروہدءُ باریگ ءَ لبزانک ءِ پڑ ءَ اوّلی سرپ ءَ بوتگ ءُ بلوچی لبزانک ءَ مکران ءِ بہر چہ بلوچستان ءِ اید گہ بہر اں ہروہداں گیشتر بوتگ ۔

کیچ ءِ اے سیمی تاکبند ءِ شنگ کنگ ءَ پرنسپل قاضی عبدالاحد بلوچ ءِ سکین ءُ دلبڈی ہروہدءَ گون بوتگ ءُ ایشی ءَ ردءُبند ءُ ایدگہ گیشیں کاراں واجہ پروفیسر باقر علی شاکر ، پروفیسر محمد جان ، غنی شریف ، کاشف جمیل ءُ قاسم فراز ءِ جہد ستاکرزنت ۔

گڈسرا پدا یک وارے من واجہ عبدالواحد بلوچ نائب شونکار ''بلوچی لبزانک'' حب ءِ منّت ءَ گراں کہ ''کیچ'' ءِ رِد ءُبند ءُ چھاپگ ءَ آئی ءَ باز کمک کتگ ۔

سربلند خان بلوچ
ایڈیٹر ''کیچ'' میگزین
ڈگری کالج عطاشاد تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

من ءُ ڈگری کالج

اے ارگداد

۱۹۹۰ تا ۱۹۹۱ءَ من ڈگری کالج تربت ءَ ونتگ۔ اے ہما موسم ات کہ یک ہمگے ورناوانندہ گل بہر بوتگ ات۔ دومی ہمگا ماں رس ءَ گورباچوف ءِ پریسترایکا ءُ گلاس نوسٹ ءِ درگت ءَ سر جمیں میڈیا گپ ءَ ات۔ واجہ غنی پرواز ءَ پولیٹیکل سائنس ءِ کلاس ءَ مارا ہمے بُنگپ ءِ سر اگپ ءَ پرمات (سنگتانی نیام ءَ) ءُ آ اے وہد ءَ وش ات کہ منا چیزے ہنچیں نودربر دست کپتگ کہ آہاں سیاسیات وانگ ءِ ہجّی ءَ سیاسی جیڑہ ءُ جاوراں گوں ہم ھُب ءُ شوق است۔

اے وہدی ڈگری کالج ءَ پمن وشتریں ندارگ پروفیسر غنی پروازات، یکے ایش کہ منی سیالی گوں لبز انک ءَ ات، دومی ہمگا آ (واجہ غنی پرواز) بلوچی لبز انک ءِ مزنیں نامے ات۔ من آئی ءِ کلاس ءَ "عدلیہ کے فرائض، لچکدار آئین، غیر لچکدار آئین" ءِ بدل ءَ گوں ہمائی ءِ دلگوش اتاں۔

اے موسم ءَ ناگمان، ارشاد پروز، سہیل رضا، طارق سخی ہم منی ہمکتبی اتنت۔ ہمے موسم ءَ چہ ڈگری کالج ءِ "لٹریری سوسائٹی" ءِ ہمگا نیادے اڈ دیگ بوتگ ات۔ من اولی رند ابلوچی زبان ءِ مزن نامئیں کسہ سازواجہ منیر احمد بادینی ہمے پجّی ءَ دیست کہ دیوان ءِ پاگواجہ (آوہدی منی حیال ءَ آ کیچ ءِ کمشنر ات)۔ آئی ءَ وتی انگریزی آزمانکے ونت کہ پدابلوچی ءَ ترینت ءُ چھاپ کت ئی۔ اے سکیں مزنیں دیوانے ات۔ اے نیاد ءِ تہا ممتاز یوسف ءَ "بلوچی عہدی شاعری" ءِ سرا وتی نبشتانک ونت، طارق سخی ءَ وتی کسمانکے، من وتی آزمانک "چاگرد" ونت کہ کیچ ءِ پڑدرءَ نبیستگ ات۔ اے سرجم ءَ باج بری ماگاہے ات۔ ممتاز ءَ اولی، منادومی پوزیشن رست، سیمی یات نہ کنت۔ ہمے نیاد ءِ شعری بہر ءَ ممتاز ءَ اولی، من ءَ دومی، شریف واہگ ءَ سیمی پوزیشن رست۔

ڈگری کالج ءِ لائبریری اے وہدی لیکچرارانی کالونی ءِ دیمی ہمگا ات (پدا کلاس رومانی نزیک ءَ آورت اش)۔ ماپدا انکاں چہ سرکپتگ ات ءُ بُرز ءَ شتگ اتیں۔ بلے بازبرا اے لائبرین بیگواہ ات۔ برے برے داں ھتکے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ءَ آئیءَ گواہ نہ کت۔ بلے چرے لائبریریءِ تہا۱۹۶۰ءِ باز نایابیں کتاب است اتنت کہ مرچی دست نہ کپ انت۔ لبز انک وانوکاں چہ روتاک وانوک گیشتر اتنت، بلکیں ہمے بگش کہ انتزار جاہے ات۔ ہمے وہدءَ سائنسی سیمینارے ہم بوتگ ات کہ ڈبیٹءِ شکلءَ ات، حزب اقتدارءُ حزب اختلافءِ تہا گشتانک دیوک بہر کنگ بیگ اتنت، ہمے نیادءِ تہا گرلز کالجءِ زالبول ہم اہگ اتنت۔ بلوچی، اردوءُ انگریزیءِ تہا نبشتانک وانگ بوت، ندیم اکرم کہ آوہدی آڈگری کالجءِ جوانیں گشتانک دیوکے ات، انگریزیءِ تہا اولی پوزیشن گپت ئی، من بلوچیءِ تہا، وہاب مجیدءَ اردوءِ تہا۔ بلوچی بہرءِ تہا ناگمان ہم گون ات۔ اے وڑیں نیادانی تہا لٹریری سنگتاں باز کم بہر زرت۔

پمن وشتریں کلاس غنی پروازءُ مطیع الرحمٰن ئیگ اتنت۔ مطیع الرحمٰنءَ گوں ہر وہد کلاسءِ گڈسری ساعتاں من ترانے بناکرتگ ات۔ آئیءَ نصابءَ چہ دستمتر بازکم زانت۔

پمنءَ ڈگری کالج دربرگءُ زانگءِ مزنیں کِشکے ات۔ یک نیمگے من چہ غنی پروازءَ نشتءُ جستءُ پرس کت، دومی نیمگا ممتازءُ عبیدءُ ایدگہ سنگتانی ہمراداریءَ باز دربرت۔

باز بر اے دلءَ کئیت کہ ۱۹۹۰ءِ زمانگ بوتیں، من یک برے پدا ہماوشیں چاگردءَ بوتیناں۔ ڈگری کالج پمن جوانیں درسگاہے ات، بلے ۱۹۹۰ءُ ۱۹۹۱ءِ زمانگءَ۔

گڈی زندگی

رؤف حکیم

سوج بدئے تو انگتہ گڈی زندگی
من چوں بہ کناں وتءَ گڈی زندگی
کرنانی راز دار منی اچ منا شت انت
بد بختیءَ مئے قسمتءَ گڈی زندگی
چِکے بجنت ماتءَ وتی اچ وتءَ گسر
ھجبر میار اے نوبتءَ گڈی زندگی
یکر ندے پیش بدار صباہءَ دلءِ تبءَ
وہدے کہ من مراں منی میّتءَ گڈی زندگی
ہنوں بروَ تو ساعتے رندءَ پدا بیا
من گیش نیاں چہ وتءَ گڈی زندگی
تئی بے سمائیءَ گشتے سُتکہ جگر منی
تو نشتگ ئے چو سِنگءِ بتءَ گڈی زندگی
بد دعا مدئے تو کسءَ مفتِ کزدنءَ
مارا خداءَ وت جتہ گڈی زندگی
سئیلءُ سوادے دربیا زرینءِ نیمگا
تو گندئے پیرءِ زیارتءَ گڈی زندگی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ورنائیءَ رند

غفور شریف
بی اے فائنل

من مرگ ءِ نزیک ءَ رستگاں، من کلّ کنگ باں، منی گونڈوئی ورنائی ءِ تہا کلّ کنگ بوتگ ءَ منی ورنائی پیری ءِ، ءُ پیری حاکانی تہا کلّ بیت۔ منی دراہیں زند کلّ بوتگ۔ مہر نادوستی ءِ ہر جان بوت، من باز جہد کت کہ بانو ءَ وتی مہر ءِ تہا کلّ بجناں بلے بانو ءَ منانادوستی ءِ حاکانی تہا بار دات ءُ شت۔ چہ ہما روچ ءَ من وتی ارسانی تہا بُگ اتگ آں...... بلے بانو ءِ ہمے ناز منا دوست بیت...... لوگ ءِ دریگ ءَ چہ ہر وہد آئی ءِ بالاد چیر وکائی ندارہ کت کہ بجندئے وتی چماں چست بکنت، منا بچاریت، بلے آئی ءَ منا ءَ منی دریگ ءِ چارگ واک نہ بوتگ، مرچاں وتی پیری ءِ روچاں گوازینگایاں......

منی چک ءُ نماسگاں منی تہت ہمے دریگ ءِ کش ءَ جتگ کہ یک زمانگے ءَ منی راز دار بوتگ ات۔ دریگ ہم منی وڑا کوہن تریتگ یک تاکے وروکانی لاپ ءَ انت ءُ دومی ءَ لاپ ءَ کنگ ءِ جہد ءَ انت۔ منی زندءَ را ہم بانو ءِ یات وروک ءِ وڑا ورگا انت۔

من ترّ لاتے نہ کناں، بلے منی ترّگ ءِ بار چماں زُرتگ، شپ روچ بانو ءِ گڈی دیدار کنگ ءِ ھاترا دریگ ءَ ڈنّ تچنت ءُ دم برگ ءَ شموشکار انت۔

منی چم میاریگ انت۔

منی چمانی تہا بانو ءِ قدّ ءُ کساس ءِ مہر نیست، منی چمّ بانو ءَ وتی ینمگا دلگوش کنگا دم پہ ساعت آئی ءِ مہر ءِ دیما پرُوشِ ورنت، تلوسنت، زرنت ءُ زنزنت۔ منی چمانی ارس کُٹگ انت بلے انگت ءَ آئیاں تلوسگ یلہ نہ داتگ۔

دریگ ءَ چہ ڈنّ روچ برکتی ینمگا روچ ءِ وہد ءَ گوں وتی دزگھاراں شِرلیش ءِ ساہگ ءَ نشتگ گُد دوچگا انت۔ منی شِرلیش گُڈّگ بوگا انت۔ منی مستریں چک گوں تیر ءُ کشادگشاد ءَ آئی ءَ ڈکّ جنگا انت۔ چیا کہ آئی ءَ وتی بانو ءِ ھاترا لوگے اڈ کنگی انت۔ من وتی جاہ ءَ چرُسُر ات نہ کناں۔ منی زبان ءَ را اھاموشی ءَ بار داتگ ڈاکٹر گشنت کہ ترا فالج انت، توگپ جت نہ کن ئے من زبان ءِ بار ہم چمانی سرا دور داتگ بلے منی چمانی گپ لوگ ءِ دراہیں مردمانی وس ءَ چہ در انت۔

اے بے چارگانی چے ملامتی............؟

بانو ءَ من چمانی زبان نہ زانتگ بانو میاریگ انت۔ تہنا دریگ منی چمانی زبان ءَ زانت بلے من

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

انگت وتی زبان ءِ چماں دیت نہ کناں، منی پیریں بُز ءَ شنک آرگ یلہ کتگ کے وہد ءَ رند بہا کنگ بیت۔ آئی چک وتی پیریں مات ءِ کاراں دیمابارت شیر دنت، چک دنت، مات بیت ءَ رندا پیری آئی ءَ بار دنت۔

بار گرگ کل بوہگ یک دائمی نزوری یے بلے
من اے نزوری ءَ چہ بغاوت ءِ جار ءَ جنگا
یاں۔بغاوت ءَ پد مناوتی
مات ءَ پت گیر آئیگا انت کہ من ءَ منی ورنائی ءِ
بار داتگ............
منی بُز بہا کنگ بوتگ ، منی شریش گُڈگ
بوتگ ،دائمی نزوری دائمی عیب منی لوگ ءِ توکا۔
منی لوگ ءِ پیریں چیز ورنائی ءِ توکا کل بوہگا
انت ءَ زند ءِ لذت راستی ءِ تہلی ءِ تہا البد مان۔

عطا شاد

نیم شپے پاساں من دل ءَ اوماں کناں
بے ترھیں درداں ءَ منزں حجے وجاں کناں

چے دگہ تئی عشق ءِ فقیرانی مال ومت
اے وتی ارساں تئی سرءَ زرشاں کناں

پہ تئی عشق ءِ داتگیں نیم ءِ آزگ ءَ
گوں وتی بدواہاں رواں دیواں کناں

جست ءُ پسو
ہپتو ءُ نُہہ ماہی ءِ نیام ءَ

روٗف حکیم
بی اے فائنل

نُہہ ماہی: تو کمائین ئے ،مناچے وارین ئے ؟
ہپتو: کماہیناں من ،تراچی ءَ بُوارناں۔
نُہہ ماہی: تئی پت تئی چی انت ؟
ہپتو: مات ءِ نیمگا دوریں سیادے بیت۔
نُہہ ماہی: دنیاءِ توکا بروان چے ءِ مستر انت ؟
ہپتو: اشتر ءِ۔
نُہہ ماہی: تونوکری کن ئے چی ءِ واستا؟
ہپتو: شپ ءَ سینماءَ فلم ءِ چارگ ءِ واستا۔
نُہہ ماہی: توچوپٹک ئے چیا؟
ہپتو: پیسگا منی پت پٹک انت۔
نُہہ ماہی: ترازانا نُہہ ماہ پورا نہ بوتگ تو ودی بوتگ ئے ؟
ہپتو: گڈا تئی حیال ءَ من ءَ مفت ءَ ہپتو گشنت۔
نُہہ ماہی: ترادرستاں چہ ،چے دوست تربیت ؟
ہپتو: پیسی کٹ۔
نُہہ ماہی: توکراچی دیستگ ؟
ہپتو: اِناں ،بس نہ برنت گوں۔

***

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانک

آ کئے ات

امیر حبیب شے زئی، بی ایس سی فائنل

منا انگتہ وتی چمانی سر ءَ بیسہ نیست ات کہ "آ کئے ات"۔ بلے من چدءُ پیش اے وڑیں نہ دیستگ ات۔ من عجب حیران اتاں کہ "آ کئے ات"؟

من یک نگاہے دیست من پجا نہ آورت۔ دل ءَ حیال اتک بلکیں آ منئے ہمساہگ نہ انت، ہمیشکا من ئی پجا نیاراں۔

یک روچے من وتی موٹل زرت دوسنگتانی ہمراہی ءَ کلاج ءَ شتاں۔ اے روچ ءَ کالج ءَ وانگ نیست ات۔ پدا گوں سنگتانی ہمراہی ءَ زیت واتر بوتاں۔ من دیم پہ بازار ءَ روان بوتاں۔ نیم راہ ءِ روَگ ءَ رند من دیست کہ سئے اتنت سڑک ءِ لمب ءَ پیادگ روَگا اتنت۔ وہدیکہ من ایشانی نزیک ءَ رستاں، چریشاں یکے ہمات کہ من پیسر ادیستگ ات۔ چو گنوک ءِ وڑا منا روک روک ءَ چارگا لگت۔ من پدا فکرانی تہا کپتاں کہ "اے کئے ات"۔ من وتی دل ءَ ہمائی ءِ باروار پٹان اتاں۔

مغرب ءِ وہد ءَ من پدا وتی دوئیں سنگتانی ہمراہی ءَ تیاب ءَ شتیں، چکران بوتیں، وہدے کہ بازیں ترّ ءُ تاب ءَ دم بُرت، پہ دم ءِ بالاد کنگ ءِ ھاترا تیاب ءِ ریکانی سرا نشتگ اتیں، نزیک ءَ بچکانی فٹبال ءِ گوازی ءَ دلگوش اتیں کہ منی چم پدا ہمائی ءَ کپت کہ من کالج ءِ سڑک ءَ دیستگ ات، پدا گوں وتی ہمراہ ءَ تیاب ءِ دپ ءَ پیداک ات۔

منی چم آئی ءِ بالاد ءَ سک اتنت۔ ہر چنت آ منئے نزیک ءَ پیداک اتنت، وہدے کہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اے مئے نزیک ءَ رست اتنت، ہمے دمان ءَ چہ تیاب ءِ چنّو لاں یک توارے منی گوشاں کپت کہ "اے ہمانت..... اے ہمانت"۔

اے وہد ءَ مئے دیمی نجل ءَ رستگ اتنت، پدا پیسر یگیں وڑا منا روک روک ءَ چار گا لگّت ءُ میزان میزان ءَ گوں وتی ہمراہ ءَ چہ مئے دیما شگْوست۔ منی حیال گارات، من عجب حیران اتاں ءُ منا وتی پچمانی سر ابروسہ نیست ات۔ من انگت ہجاّنہ آوُرت کہ "آکئے ات"۔

غزل

نذیر بالاچ
ایف اایس سی

پُلں ّ سُرپتیں ترانگانی جی پما ھلک چمن
کَوش کشیّت انت زہیر ءِ و شبوہانی گوں مکن

دپ کپ ءَ گوں مردمے ءَ دوپہ دو ءَ گپ بیت
گر منی نام ءَ گرئے تو چو منی زنگ ءَ مجن

لہتیں روچ انت مردمے ءِ تب منی سِتک ءَ نہ انت
من دل ءَ داراں حیالے آدل ءَ زہر انت پمن

نہ منا قبر ءَ چہ درکنت نہ منا بارت جنت ءَ
من حیالاں انگت داشتہ بس ّ تئ لہمیں بدن

غزل

عابد لعل

مرچی بیمار انت کپتگ کہ تہت ءِ سرا
چارگ ءَ کس نئیت انت پہ سہت ءِ سرا

مارا زندءَ گوں نچے دست کپیت کئے
بزانت

نندا ں جندءِ وتی من کہ بہت ءِ سرا

لُڑ ءُ لُڑان انت پیداک انت پمّن اَملّ
لال گوں اُشتر ءِ نشتگ رہت ءِ سرا

بلکیں نخش انت مہرے آ پہ من پدا
انگتہ اوست واراں پہ بہت ءِ سرا

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ایشیءَ ھم بچار

حنیف رضا، بی ایس سی فائنل

کریم داد یک شرّیں ذہین ءُ ھبر زانتیں ﭽﮑّﮯ ات۔ آئیءِ عمر ھشت سال ات بلے آ گوں گپاں مردمانی دلگوش ءَ وتی نیمگا ترینگ ءَ سک زبر ات۔ ہر گپ ءِ تہا ہنچیں دانک گچین کنگ ءُ ہور کنگ ات کہ مستریں مردم ہم آئیءِ دیمابے تواربو تگ اتنت۔

یک روچے آاسکول ءَ چے لوگ ءَ اتک، اے روچ ءَ آئیءَ کمّیں دم بر تگ ات، آئیءَ وتی کتاباناں الماری ءِ تہا ایر کت انت، برانڈہ ءِ چیرا تہت ءِ سرا ڈراج گپت ءُ چم ئیَ آزمان ءَ بالی مُرگاں سک اتنت، چہ آئیءِ دپ ءَ در اتک "انسان بو ہگ ءَ چہ ہزار شر ترات کہ اللہ تعالیٰ ءَ مار امُرگ بہ کت انت......"

"اللہ تعالیٰ ءَ مارا پرچا مُرگ بہ کت انت؟" آئیءِ پت ءَ جست کت کہ کش ءَ نشتگ ات۔

کریم داد ءَ درّائینت "اے وڑا شر ترانت کہ آہاں ہچ چیزءِ پگر نیست، نہ اسکول ءِ پگر، نہ سیپارہ ءِ پگر، نہ وانگ ءِ، نہ دکان روَگ ءِ پگر، نہ جاہے ءَ روَگ ءِ پگر، نہ برات گہارانی دست ءَ لٹ ورگ ءِ پگر"۔

آئیءِ پت ءَ کندت ءُ گشت "ایشیءَ اوں بچار کہ شکاری بالی مُرگاناں بٹ ءِ سرءَ گرانت، برے برے ایشاناں سِنگ جن انت، تیر جن انت، جال ءِ سرا ایشاناں گِر انت، باز جاہاں ایشاناں پنجراءِ تہا بند کن انت ءُ آ دراہیں زدگیءَ ہنچو تلوس انت"۔

کریم داد ءِ پت ءَ وتی گپ گُٹینت ءُ کریم داد ءَ پدا گشت "اے شرّیں نگپےّ کہ پنجراءِ تہا آہاں دان ءُ آپ آرام ءَ رست"۔

"کریم داد تو ہنوں چکے ئے...... مزن بئے گڈا زان ئے" کریم دادءِ پت ءَ دیگا وتی گپ سرجم نہ کنگ ات کہ کریم داد پاد اتک ءُ شت۔

دومی روچ چھٹیءِ روچ ات۔ کریم داد گل ات کہ مرچی واب ءَ دیراں پاد کئیت، بلے دومی روچ ءَ سہب ءِ سرا کلاگانی توار ءَ کریم داد ءَ راپدرّ ئیت۔ کریم داد گوں وتی مستریں برات رحیم ءَ گوں پاد اتک۔ آہاں ہنچو سمابوت کہ دراہیں شہرءِ کلاگ مئے بازار ءَ اتکگ ءُ مڑگانت۔ کریم گشاد گشاد شت کہ چاران بار یں پچی انت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کلاگاں۔ آوہدے ڈن ءَشت تا دیست ئی کہ ڈن ءَکنر ءِ
دُر چک ءَ یک کلاگے ءِ پاد ءَ کانگڑوی . . یکے
اڑیتگ۔ کلاگ اے وہد ءَ سک جنجالانی تہاات۔ بلے
درائیں کش ءُ کرّءِ کلاگ آئی ءَ گوا پریشانی پار گا
اتنت۔

کریم داد ءَ اے ساعت دیست ءُ سک پریشان
بوت۔ آئی ءَ کش ءَ اوشتا تگیں وتی برات رحیم ءَ را
گشت کہ "تو وڑے بکن، اے کلاگ ءَ چہ قفس ءَ آجو
بکن"۔ رحیم زوت زوت ءَ شت یک دراجیں لٹّ
آورت ئی ءُ کلاگ ءِ پاد ءِ اڑیتگیں بند یک ءَ راِست ئی۔
کلاگ چہ قفس ءَ آجو بوت۔ کریم ءَ دیست کہ کلاگ
وہدے آزات بوت تا سک گل بوت۔ کریم ءِ پت ءَ
دیست کہ آ سک گل انت، تا آئی ءَ پت ءَ کریم ءَ را
گشت:

"چار کریم انچو کلاگ یکجاہ بوہگ ءَ ابید آہاں یک اڑتگیں
کلاگے آزات کت نہ کت، بلے آئی ءَ رایک مردمے ءَ
آزات کت"۔

کریم کہ بے توار ءَ پت ءِ ھبراں اش کنگاں دات درّائینت
ئی "اے واراست کہ آئی ءَ آزاتی یک مردمے ءَ دات،
بلے تو دیست کہ یک ہمراہے ءِ مشکل ءِ وہد ءَ آئی ءِ
دراہیں ہمراہاں وتی ورگ ءُ چرگ ءِ پرواہ نہ داشت ءُ پہ
وتی ہمراہ ءَ چنچو پریشان اتنت۔ منی پت! ترا ایات انت
کہ گوستگیں سال ءَ مۓ دیم ءِ سڑک ءَ یک حادثہے
بوتگ ات، اے وہد ءَ درائیں مردماں، ٹپی بوتگیں
مردمانی کمک کنگ ءِ بدل ءُ وتارا اینگو آنگو چیر دات، آ
بزگ ہمدا تلو ستنت ءُ مرتنت۔ پیسگا من گشاں کہ اے
مُرگ شرترانت کہ اگں ایشاں وتی ہمراہ آزات کت نہ
کت بلے آئی ءِ تسلہ دیگ ءِ ھاترا کش ءُ کرّا نشتگ
اتنت"۔

کریم ءِ پت وتی چچ ءِ گپاں گوں خاموش بوت
ءُ جیڑگ ءَ لگّت۔

☆☆☆

منا رنگے بدئے رنگانی سوداگر

حملؔ مدان
فرسٹ ایئرپری میڈیکل

تئی کِتہ مثالے ءَ چہ بُرزا تر
کجام لبزاں بخشیت ترا شائر
روان انت کاروان گنداں رواں انت بس
اِدا ہرچی بہ جنزیت انت نہ کنت واتر
کدواں گوں منی شاہ انت کہ بے سِتر انت
گوں گوات ءَ تاک بنت ہر رو (۱) مۓ گِستا تر
زمین ءِ لذت بہ چنول بندیت کئے(۲)
کدی باریں وتی زندان ءَ در کئے(۳) زر
منی عکس انت چو بے رنگ انت ھدائیگا
منا رنگے بدئے رنگانی سوداگر

(۱) روچ۔ (۲، ۳) کئیت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

گُرشن

زبیرالرحمن

گُرشن بنی نوح انسان ءِ مستریں پریشانی انت۔ باریں اے پریشانی کدی هلاس بیت۔

ھمے شدءِ سوب ءَ انڈیاءِ توکا ہزارانی تعداد ءَ مردم وت کُشی کنگا انت، یا وتی جندءِ گٹّاں (گُردہاں) بہا کنگا مجبور انت۔ دیگہ چو شیں ملک نیست کہ اودءَ گرشن ءِ پریشانی مہ بیت۔ بنگلہ دیش ءُ افغانستان ءِ مثال مئے دیما انت کہ اودا مردم گرشن ءِ سوب ءَ وت کُشی ءُ یا کہ وتی جندءِ بزنس ءَ چہ مجبور انت۔

اقوام متحدہ ءِ "ادارہِ خوراک" ءِ شنگ کُتگیں جارءِ ردءَ اے گشگ بوتگ کہ ہنوں دنیاءِ تہا یک ارب ءُ بیست کروڑ مردم خوراک ءِ کمی ءِ آماچ انت۔ ایشاں روچے پہ مشکل یک وہدے ءِ ورگ نصیب بیت۔

اندازہ ءِ پدا تقریباً دنیاءِ نیم آبادی گرشن ءُ غریبی ءَ وتی زندءَ گوازینگا انت۔

اقوام متحدہ ءِ دگہ یک جارے ءِ ردءَ اے گشگ بوتگ کہ دنیاءِ توکا ہر پنچمی مردم گوں گرشن وپسیت۔

ہنوں دنیا بیست ءُ یکمی کرن ءَ سر بوتگ، مردماں زندگی ءِ دربستیں میدان ءَ ہنچیں کارسنگ کہ آ وتی مٹ وت انت۔ بلے ورگ ءِ بارواءُ غریبی ءِ هلاس کنگ ءِ واستا تینگہ ہچ سدہ ءَ نہ انت۔

دنیاءِ شش ارب آبادی ءِ توکا یک کروڑ ءُ بیست لکھ مردم شپاں بے شام انت۔

دنیاءِ توکا ہرچ قدرتی خزانہ تیل ءُ گیس است انت، اے باز کم انت کہ چریشاں یک قومے دیمرئی بکنت۔ سائنسدانانی حیال انت کہ آ روچ دور نہ انت کہ چہ سرزمین ءَ تیل ءُ گیس ءِ ذخیرہ هلاس بہ بنت۔ گڈا باریں اے قومانی آقبت چون بیت، آہانی چک چوں وتی زندءَ گوازین انت۔

دنیاءِ آبادی اگں ھمے گشادی ءَ بہ وڈّیت تا چیزے سالاں پد انسانی وجود ءَ حطر انت۔ گرشن ءُ غریبی ءَ دارگ ءِ واستا مزنیں گامگیجاں یکے اے بہ بیت کہ آبادی ءِ گیشی دارگ بہ بیت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آپ

محمد علی درویش

آپ دنیاءِ تہا یک مزنیں نعمتے زانگ بیت۔ جی اوَ! انسان بہ بنت یا دلوت، دڑ چک بہ بنت یا بیابان۔ دنیا ءِ ہمک چیز آپ ءِ محتاج انت۔ دنیا ءِ زیبائی آپ ءِ پشت ءَ انت۔ بے آپ ءَ ہچ نہ بیت۔ ورد ءُ وراک، بان ءُ ماڑی، گریشگانی سبزی، پُلانی رنگینی اے درست گوں آپ ءَ سیادی کن انت۔ اللہ تعالیٰ ءِ بے حسابیں نعمتانی تہا یکے آپ انت، مارا بائد انت کہ اے نعمت ءِ قدر ءَ بزانیں ءُ ایشی ءَ پہ وڑ کارمرز بکنیں۔ اگں پہ جان شودگ ءَ یک بالٹی یے آپ کار انت، بائد دومی بالٹی ءَ زوال مکنیں۔ مئے دین ہم مارا ہمے سوج ءَ دنت کہ چو شیں نعمت ءَ مپت ءَ زوال مہ کن ات۔

شرّیں آپ صحت دنت ءُ حرابیں آپ نادراہی دنت۔ ہما آپ کہ پہ ورگ ءَ یکجاہ انت، آمارا پہریز گ لوٹیت۔ آیانی تہا کا غذ یا دگہ ہنچیں چیز مان مکنیں کہ آپ حراب بہ بیت، بلکیں چشیں آپ ءِ چاریں نیمگاں ہنچو بند کنگ لوٹیت کہ دگہ دلوت ءُ رستر آپ ءَ حراب مہ کننت۔

سیر آپیں ملک سبز ءُ آباد بنت ءُ بے آپیں ملک ڈکال ءُ ویران بنت۔ گوں رب ذوالجلال ءَ دعا انت کہ مئے ملک ءَ مدام سیر آپ بکنت ءُ رحمتانی جمبر اں بگوار ینیت۔ مارا چہ وتی نعمتاں زبہر مکنت۔ ''آمین''

دنیا ءِ توکا زیاد ہیں مردم شپ ءُ روچ محنت ءُ مزدوری کن انت بلے پدا ہم وتی زند ءِ روچاں پہ گرشن ءُ غریبی گوازینگا انت۔

بائد ہمیش انت کہ بنی نوح انسان وتی تپاکی ءِ جہد ءِ وسیلہ ءَ گرشن ءُ بزگی ءِ خلاف جنگ بکنت ءُ گرشن ءُ غریبی ءَ چہ دنیا ءَ ولگوج بکن انت۔ اگں نہ......
...... گڈا باندات ءِ سُہب پہ بنی آدم ءَ باریں چو نیں سُہبے بیت؟؟؟؟

☆☆☆

غزل

نواز سلیم
بی اے

دردو ہدے منا بہ امباز اں
من وتی زندگی ءَ شوہاز اں

ماکہ وانگ نہ زانتگ کلمہ ءِ چونی ءَ زاناں تئی دل ءِ رازاں
شہر ءِ اے دمگ ءُ من پراد مکاں بس وتی ٹیٹل ءَ را شوہازاں
آکہ دژمن نزانت دنیائی آئی ءِ گپ ہم گشے وازاں
آئی ءِ حُسن بے مثالیں نوآز آئی ءِ راز گوں منا رازاں

☆ قومی زندمان ءِ عاقبت گوں ہوری، تپاکی ءُ زہمت کشّی ءَ ہمگرنچ انت۔

☆ جاہلیں قوم ءِ مستریں نشانی ایش انت کہ آہر وہد ءَ وت ماں وتی جنگ ءُ جیڑہاں گلائیش انت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ماوتی ماتیں زبان ءَ نہ زانیں

گل افروز سعید
تھرڈ ایئر، بی اے

مروچی ماوتی دل ءِ ترپش ءُ تہلیں زنگاں پیسّگا رشان کناں کہ بلکیں یکے ءِ دل ءَ چہ بلوچی زبان ءِ ھُب ءُ واہگ چست بہ بیت۔

کالج ءَ وہدے کہ مئے لیکچرار بلوچی وانین انت گڈا مئے کلاس ءِ وانوک ہنچیں ارزان ءُ گونڈیں بلوچی لبزانی معناہاں جست کننت کہ من حیران ءُ ھبکہ باں کہ مازاناں بلوچ نہ ایں، مئے زبان بلوچی نہ انت یاما بلوچستان ءِ جہمند نہ ایں کہ بلوچی ءِ کسانیں لبزے نہ زانایں۔ وہدے کہ مئے اسکول ءُ کالج ءِ وانوکانی اے حالت انت، گڈا ماچہ ایدگہ مہلوک ءَ چے گلگ داراییں۔

بلوچی زبان مئے شہدیں زبان انت۔ بلوچی مئے ہجّار انت۔ بلوچی زبان مئے ماتی زبان انت۔ ہنچو کہ مات ھجبر شموشگ نہ بیت، ہمے وڑا مات ءِ زبان ہم ھجبر شموشگ ءُ بیہال کنگ مہ بیت۔ بلے ماوتی مات ءِ شہدیں زبان ہنچو شموشتگ کہ وہدے ماگپ جنیں گڈا مئے بلوچی گوں بلوچی زبان ءَ ہچ پیم ہمدپ نہ انت، بلوچی کم ءُ اردو ءُ انگریزی گیشتر انت۔

اگں ہمے وڑا ماوتی ماتی زبان ءَ پُشت ءَ دور بدئیں ءُ دگہ زباناں بزیرایں گڈا یک وہدے ہنچیں کئیت کہ ما بلوچی زبان ءَ پہک شموشکار بئیں ءُ بلوچی مئے چاگرد ءَ پشت نہ کپیت۔

اگں ماایدگہ قوماں بچارایں تہ آوتی ماتی زبان ءِ تہا دگہ زبان ھجبر ہور ءُ تہور نہ کننت۔ اگں ماوتا بچاراین تہ مئے توکا آمردم مزن وانندہ زانگ بیت کہ وتی ماتی زبان ءِ تہا اردو یا انگریزی ہوار بجنت۔ اگں مئے چاگرد ءَ یک مردمے خالصیں بلوچی گپّ بجنت گڈا آ مردم بے وانندہ ءُ نزانت کار زانگ بیت۔ پدا مئے چاگرد ءِ مہلوک آئی ءِ سر اکندانت ءُ کلاگ گرانت۔

یک روچے دوبرات وت ماں وت ءَ گپّ کنگا ءَ اتنت گڈا ایانی مات پدردیں دلے حیران ءُ ھبکہ ات کہ باریں منی چک کجام زبان ءَ گپّ کنگا انت۔ بلے آئی ءَ نہ زانت کہ منی چک نوکیں زمانگ ءِ بلوچی ءَ گپّ کنگا انت۔ ہمے دوئیں برات اے وڑا گپّ کنگا اتنت:

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اصغر: تو وتی ڈریس (**Dress**) چینج (**Change**) نہ کتہ، ٹائم (**Time**) ءَ یک نظرے بچار، زاناں توپارٹی ءَ لیٹ (**Late**) روَئے؟

اکبر: مروچی ما پیدل بازار ءَ شتاں ہمیشی ءَ لیٹ بیتاں، مرچی منا رستہ ءِ پچ باز غصہ اتک۔

اصغر: تئی غصہ ءِ ریزن (**Reasen**) چی انت؟

اکبر: من یک پاگل ءِ دیست، حالانکہ آیک پاگلے نہ لگِّت بلکیں مئے سوسائٹی ءَ آئی ءَ پاگل ءُ خاموش بنائینت۔

اصغر: ویسے بھی ماڈرن (**Modern**) دور ءِ مردم خاموش ءِ ناجائز فائدہ اٹھائینت اور آیانی توکا انڈر اسٹیڈنگ (**Understanging**) ءِ باز کمی انت۔

اکبر: منا دکھ ءُ افسوس بیت کہ **Educated** اور **Advanced** فیملی ءِ مردم ءُ اے وڑیں حرکت کننت۔

اصغر: تو گفٹ پر چیز (**Purchase**) کتہ؟

اکبر: **Oh No** من بھُلتاں!

اصغر: اے ٹوپک (**Topic**) گم بکن۔ بگش کہ تو بازار ءَ **Interesting** ءُ عجیب ءِ گیم (**Game**) چارت؟

اکبر: ہاں! منا باز خوشی مِلّت اور من باز انجوائے (**Enjoy**) کت۔

اے مئے چاگرد ءِ یک گوُڈیں مثالے ات کہ من اِدا انبشتہ کت بلے کم کماں اے وڑیں بازیں مثال مئے دیمائئیت کہ آیانی توکابلوچی ءِ نام ءُ گار بیت۔ ہنچو کہ مابلوچی دود ءُ ربید گ ءَ لگّمال کنگا ایں ہمے وڑا ماوتی شہدیں زبان ءَ دستِ وت روچ پہ روچ نزور تر کنگا ایں۔

وہدے کہ ماوتی زبان ءَ شرّی ءَ سرپد نہ ایں گڈا ما ایدگہ زباناں دربرگ ءِ چیا جہد ءُ کوشت کنیں۔ ایشی ءِ مطلب ایش انت کہ ما گنوک یا نابود ایں کہ ایدگرانی زباناں زیرایں ءُ وتی کنیں، پہ ہمے حبر ءَ مئے دل ءَ تاہیر رسیت۔

من اے نہ گشاں کہ بلوچ ایدگہ زباناں درمہ بر انت بلے وتی زبان ءَ ہم مہ شموش انت، اگں یک بلوچے بلوچی مہ زانت گڈا آو تابلوچ ہم مہ گشیت۔

بائد ہمیش انت کہ بلوچی زبان ءِ دیمرئی ءِ ھاترا حکومت کُمک ءُ دلبڈی بدنت۔ اسکولانی تہا بلوچی تعلیم دیگ نہ بیت۔ بلوچ قوم ءُ بلوچی زبان ءِ ھاترا یک مُشت بہ بنت ءُ وتی پَتّ ءَ یک بکننت۔ چیا کہ قوم چہ زبان ءَ بچار گ بیت۔

☆ آدینک ءَ چارے وت ءَ گندئے، کتاب ءَ چارے دنیا ءَ گندئے۔

☆ منزل ءَ رسگ لوٹئے تہ سئے چیزاں بزوربزاں، تپاکی، زانتکاری ءُ علم۔

☆ پہ راجانی گلام دارگ ءِ واستا مستریں سلاہاں یکے ہیروئن انت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانک

شپ ھلاس نہ بیت

ایضا ادیب (بی، اے)

"تازی! اللہ ءِ لیٹ ءَ بچار ناکو گوانکو ءِ وڑا انت"

"ناکو گوانکو ءِ وڑا انت ......اناں...... گوانکو شر تر انت ...... اے لیٹ تہنا انت، بے واہند انت، بے سنگت ءُ بے ساتھی انت"

"تازی! گوانکو تہنا انت"

"ناکو گوانکو ہر وہد ءَ آئی ءِ ہمراہ انت، بُرزیں کمباءُ دراجیں کبر ءُ کاپر، اے سجہین آئی ءِ سنگت انت...... راست گشی...... من تو ہم......"

"زان ءَ منی ءُ آئی ءِ سنگتی کدی بوت؟ ہماوہد ءَ کہ منی پت شہر ءَ شتگ ات۔ ہما انت من وتی پت ءِ ودار ءَ آں ءُ آئی ءِ توار ءِ، پہ ہمے ھاترا منا گوانکو سک دوست بیت۔

"تازی! برو، مات گُشیت پت ءَ کلھو بکن، کہ ترا دگہ چکے بوتگ"

"باندا منی ودار پرُوش وارت،...... من تو مہلار وَیں"

تو گوانکو ءَ بچار ءُ من گوانکو ءِ توار ءَ اش کناں...... وتی ودار ءَ ہم ہم سرجم کناں............ تو زان ءَ گوانکو چے وڑا انت؟"

گوانکو ءَ تئی وڑیں لِبے پر انت، تچکیں دراجیں چنکس دراج............ تو زانت نہ کن ءَ............ قسم انت

زانت نہ کن ءَ.................. مزنیں پت ءِ حرءِ پالامانی وڑا...... تو زانت نہ کن ءَ............ حداءِ قسم انت......"

ہماشپ ءِ کدءَ کہ تئی ہمراہ گارءُ بیگواہ بوت...... تو شپ ءُ روچ کت بلے...... انگت تئی ودار سرجم نہ بوت......

شپ ءِ قصہ ھلاس نہ بوت بلے منی ودار ءِ شپ باندا ہمودا قبرستان ءَ ھلاس بیت۔ کلگ بندات بیت ءُ سرکار ءِ جوڑ کتگیں گوانکو ءِ کوٹی کہ مروچاں کاپرے ءِ یک دراجیں قبرے ءِ سروتا بُرزیں کمب ءِ باہوٹ انت۔ کلگ ءِ دراہیں مردم وتی سیاد ءُ وارسانی گوماڑنی ملکاں پہ گپ جنگ ءِ ھاترا ناکو گوانکو ءِ گوانکو جاہ ءَ کاینت، ناکو گوانکو ءِ کار ایش انت۔ روچ ءِ ٹک ءَ گوانکو ءِ ہمراہی ءَ کئیت ودار یگانی ودار ءَ سرجم کنت، واتر وتی میتگ ءَ روَت، مروچی روچ ءِ ٹک ءَ پیسر من ءُ تازی ناکو گوانکو ءِ جاہ ءَ اتگ ایں۔ لے مروچی گشے ش انگت ہلاس نہ ات، چیا کہ کاپر ءِ چیرا منی ودار سرجم نہ ات۔ من حیال کت بلکیں شپ ھلاس نہ انت روچ ءَ ٹک نہ داتگ ءُ منی ودار سرجم نہ انت............ شپ انگت ھلاس نہ انت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

سمّل چہ منءَ گُشت

شاہ فیصل شاد
بی ایس سی تھرڈ ایئر

"سمّل ءِ سور گوں میر بالاچ ءِ چُک ءَ بوہگا انت "اے حال پمّن ءَ چہ یک گرندے ءَ کمتر نہ ات کہ منی سرا کپت۔ سمّل منی ولابانی بانک ات۔ کہ مروچی دود ءِ کلات ءَ بانورات، من غمانی آس ءَ گوں پیلوشان اتاں پر چاکہ سمّل منی درکسانی ءِ ہمسفر بوتگ بلے نوں چہ منا دور بوہگا ات۔ وہدیکہ منا درکسانی ءِ یات کاینت، دل بزگیں یک آہے کشّیت ءُ تُسیت ءُ سر دیت۔ من حیالانی دنیا ءَ شتاں ہما حیال آہگا ات کہ من سمّل ءِ لوگ ءَ شتگ اتوں۔ سمل ءَ منا دیست وت ءَ را چیر دات، من سمّل ءِ گہار ءَ را جست کہ "مروچی سمل کجا شتگ؟"

آئی ءَ پسو دات "سمینہ ءِ لوگ ءَ شتگ مرچی رُچکی انت"، من پدا گشت "منا چیار دّدے، آچے انت کہ تحت ءِ چیر ءَ سر پتگ"۔ سمل ءِ گہار ءَ درّائینت "آمنی کستریں گہار شمل انت کہ تہت ءِ چیر اانت"۔

سمل ءَ کندگے جت ءُ ڈنّ ءَ در آتک، من گشت "من ترا دیست کہ تو تہت ءِ چیرا پترت ئے......"

"بیا منا مرچی سبق ءَ بگش گوں کہ مرچی منا یات نہ بوتگ باجی ءَ منا جتگ" سمّل ءَ گشت۔

من تا دیراں سمل ءَ سبق وانینت "منا کموآپ بدئے منی ٹُک ھشک انت" من گوں سمل ءَ گشت۔ سمل ءَ پسو گردینت "اللہ منا توبہ انت تو پہ سبق ءِ گُشگ ءَ ہم جلدی بیزاری بوتے ئے شر انت کہ پمن ءَ تو دگہ کارے نہ کت، تو پمن ءَ دگہ کارے بکتیں باریں تو چوں بوتے ئے"۔

من گشت "من زاناں ترا چے گشت من زاناں ترا چے گشت من گشت منا کموآپ بدئے منی ٹُک ھشک انت، تو دیریں بلاہیں جیڑ ہے سر ءَ ذُر تگ"۔

سمل ءَ بچکند ات ءُ شت چہ مشک ءَ آپ آورت ءُ منا دات من آپان ءَ وارت۔ پدا سبق ءِ گُشگ بندات کت دانکہ روچ برکت بوت۔ سمل ءِ مات ءَ سمل توار کت کہ "بیا آرت ءَ ترکن شپ انت"، سمل ءَ گشت کہ "اے چونیں منی مات ءَ مار انیلیت کہ کمیں بند ال بواناں"۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

من گشت ”شر انت تو برۏ نان بہ پچ من رواں یک برے وتی لوگ ءَ پدا زوت کایاں“

سمل ءَ گشت ”تو مہ رۏبتد کہ منا بے تو یک دمانے وش نہ بیت۔ مرچی تووت دیر ءَ اتکگ ئے، مات ءَ بلّ ہرچی گشیت بگش ایت منی دل گوں توانت پہ گسک ءَ ہچ بوت نہ کنت“۔

من گشت ”شر انت ہنوں بہ رۏ نان بہ پچ کہ تئی مات گرگاانت، من ءَ کوپ ءُ کاپ وش نہ بیت“۔

سمل ءَ پہ گرانیں دلے گشت ”شر انت تو رۏ بلے وتی رۏگ ءَ پہ آہگ ءَ کن“۔ من گشت ”انشااللہ من عشاءِ بانگ ءَ رند کایاں تو ہمدا بہ نند، بلے پداوت ءَ را چیر مدئے“۔ سمل شت نان ءِ پچگ ءَ من اتک اوں وتی لوگ ءَ کموگوں کتابے ءَ گلائیش بوتوں دمانے ءَ رند نان تیار بوت ناں وارت دیم پہ سمل ءِ لوگ ءَ شتاں۔

من شتوں سمل ایوکا چراگ ءِ دیما نشتگ سبق ءِ وانگ ءَ انت ءُ انتظار ءَ انت، منی پُترگ ءَ گوں سمل جہہ سر ارت ءُ گشت ئی ”انچو دیر کنگ“۔

من گشت ”دمانے بیت من چداں شت اوں پدا جلدی واتر بوتوں، من کدی دیر کتگ“۔

من ءُ سمل دیر ءَ داں نشتیں۔ سمل ءَ را من سبق شری ءَ یات دات، پدا وتی لوگ ءَ اتکوں۔

بلے وہدیکہ نوں مناگوستگیں اے وڑیں خیال کاینت دل بزگیں چُنڈ چُنڈ بیت، جگر آپ بیت، نوں بزاں سمل ءِ دوری پہ منا یک طوفان ءِ بوت۔ بیدئے چہ تو سملّ من زندگ بوت نہ کناں تئی مہر ءُ وفا منی دل ءَ نکش انت۔ دانکہ زندگاں نوں بے حال نیاں، بلے ارماں کہ توچہ مناشت ئے۔

نظم

غفور محتاج ایف ایس سی

منی ولابانی شپ ءِ اتکگیں مہمان ءَ بگش
زرد باہوٹیں تئی باتن ءِ ارمان ءَ بگش
تو کدی پمّن ءَ یک مہر ءِ گلابے کارئے
دروشم ءُ عکس ءَ وتی باریں کدی پیشدار ئے
جست بکن زِرد ءَ وتی خنجریں نگاہاں وتی
اے شپ ءِ بام نہ بیت گار تئی رخسار ءِ
دو روچ ءِ سنگتی ءَ اچ نئے مہر ءُ وفا
تا عمر است ایں من ءَ دنت تئی عشق ءِ تپ ءَ
زندگی گاریں منی انگہ چرے واہشتاں
ے درد کنداں دیاں مہر ءِ تئی سیت ءُ نپ ءَ
ترانگ ءَ تئیگا کپاں زِرد ءَ قرارے سر بیت
زند ءِ امروز ءَ منی نوکیں چراگے در بیت
دلبرے درد دل ءَ دنت شبین ءَ جنزیت
کنداں کندان ءَ پدا دردے گشئے واتر بیت
تئی گیر کئیت من ءَ نرم نرمیں بالاد ءِ
توار گوشاں کپیت منگلیگ ءُ پادیک ءِ
گشئے صرّاف ءَ تِلایے چرے آس ءَ در کُت
شپ ءِ زوراکی ءَ رُژنائی بلیت کندیک(۱) ءِ
گلاب ءِ سہری انت محتاج ایں تئی لنٹانی
شپانی سیاہی ءَ باہوٹ ایں یات ءِ زلفانی
اے چمّ ءِ بندگ ءُ دلبرّیں سلاماں گوں منی
گشئے کہ روکیں جگر بے بلا تئی ارزانی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

غزل

امیر حبیب شے زئی
بی ایس سی، فائنل

اے مئے بازار انت قصہ ءَ بیار زہیرانی
توزہر مکن مہ روَ دوست دیوان انت فقیرانی

تو دل ءَ بجزم کہ تئی راہ گار انت
شنگیں مہپراں توسیپ بجن ھیرانی

گار باتاں مہ روَ مروچی پہ پیر ءُ پکیراں تو
تئی مہر ءِ ملنگ چاریت تئی بہتاں لکیرانی

اے وہد انت تئی اسک ءِ منی ٹیٹلیں حانی
بیا ساعتے بہ نند دوست دیوان ءَ مئے میرانی

چو زہر مبو دل ءِ بند اے امیؔر وتی چکاس
تئی ھاترا او سملّ اوشتاں دپ ءَ تیرانی

☆☆☆

غزل

زبیر الرحمٰن

ہمک پاس ءَ من ءَ تو یات کائے
نزاناں من کہ مرچاں تو کجائے

بیا مہرنگ منی گِند ءُ گِدار ءَ
نزاناں تو چیا چو بے وفائے

ہزار رندا کتگ دل پر تو قربان
کہ انگت تو بلے اِنگو نیائے

منی دل تلوسیت پر تو مُدامی
ترا نیست زانگے تو بے سمائے

منی حاجت ترا نیست انت مروچی
غزل انگت بلے پِربندگائے

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

غزل

حفیظ رؤف
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

وابیں بہت ءَ چے چے واہگ پرماتگ
پاد شپاد ءَ لوگ ءِ درآہگ پرماتگ
وہدے نیاد ءِ بام ءَ بے تو سرکش ات
سِتک ءَ نزوریں ارس کماہگ پرماتگ
سینگ ترک ایت ، پاداں زمزیل مان کپنت
عشق ءَ مرید ہم سنگ ءِ جاہگ پرماتگ
کندیلاں بل بلکیں رُژن ءَ دُزّے بارت
کوریں شہر ءَ چمّ اوں پتاہگ پرماتگ
زندءِ زہگ ءِ پیم گپتگ دست بلے
گُڈّی روچاں پہ تو آہگ پرماتگ
اوستاں گیشیں زاناں حفیظ سِتگ آ
دزگُھاراں نوں دروگ ءُ گلاہگ پرماتگ

☆☆☆

تئ بوہگ ءِ گمان

جی ایس بلوچ
بی اے فائنل

ردانکی لچہ

سار تیں ساہگ
حانی ءِ سار تیں ساہگ انت
ترانگانی شہر ءَ
زمستان انت
شپ انت
گپ ءُ تران انت
اُف اے گمان
گنوکی......
شاعری............
کوہنیں زہیرانی پتّر ءَ
وتی آہگ ءِ
کلھوءَ
راہ ئَی دےَ
یانہ دےَ شر
اے زمستان انت شپاں
تئ بوہگ ءِ گمان
زندگ انت
ءُ
زندگ بیت

☆☆☆

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

College Hostels

College Bulding

Sport Complex

Umeed Ali

College Bulding

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Clanical Staff

College Staff

College Staff

Play Ground

College Bulding

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

All Pakistan Study Tour

College Library

B.P.L.A All Pakistan Study Tour
With Fedrul Education Ministar
Ms.Zubaida Jalal

All Pakistan Study Tour

All Pakistan Study Tour

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Students All Pakistan Study tour

All Pakistan Study Tour

Foot Ball Team

Students All Pakistan Study tour

All Pakistan Study Tour

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

"Time" (Quotable Quotes)

Aysha Abdul Rasheed
First Year (Science)

Take time to live: it is the secret of success

Take time to think: It is the source of power.

Take time to play: It is the secret of youth.

Take time to read: it is the foundation of knowledge.

Take time for friendship: it is the source of happiness.

Take time to dream: it hitches the soul to the stars.

Take time for laugh: It helps to lift life's worries.

Take time for God: it is life's only lasting investment.

Take time to maditate: it is the lifting of your heart.

Take time ot pray: It is the union f your mind with God.

Take time to love: It is the privilege of the good.

Take time to work: It is the price of success.

Four things come not back!

The spoken word!

The sped arrow!

Time past!

The neglected apportunity

Time is :

Too slow for those who wait.

Too swift for those who fear.

Too long for those who grieve.

Too short for those who rejoice.

But for those who love time is Eternity.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

and concentration. A good break fast and balanced diet keep you physical fit and helps you concentrate on studies for a longer time. But if you hevenot tken a good breakfast you may feel hungry and that is not a good sign for concentration. Sound sleep is very important to keep you alert durning the day. If you haven't finished the quata of sleep if become very difficult to concentrate for a longer span of time. Make sure that you have a set time for sleep. A good sleep refreshes you to take on tasks with the required concentration.

FRIENDS ARE PRCECIOUS

Mashkoor Ahmed
(B.A)

I am of those for tunate people who have managed to expenience sincere friendship at least I think I have !. I have a very good friend I will not mention his name with whom I try to share every thing. He too, share every thing with me. We too, talk on the phone al most every day and try and meet each other every two or three days or so. Every time I think about the friendship we share, I feel evergised. Yet recently, some changes have started to occur that leave me some what unsettled. His behaviour occasianally becomes erratic and strange. He becomes moody and tries to agnore every body . He claims that it is just the result of stress. This makes me ful very bad and I look into myself, thinking that perhaps there could be. Some deficiency in my sincerily but I can't think of anything. God only knows what his problems is. I believe that of a porson confieds in anyone, and considers them to be their sincer friends, then they should not hide any thing from them after that that would only result in person getting hurt sharing some thing has amazing results, if we share our griefs than they get lesser and when we share our joys then they become greater of this belief of mine that i try and tell my friedns every thing and hope that they do the same. I can only pray that God give my friend the peaee of mind and a sense that some one really cares about him.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

door that opens quite frequently there are more chanees of distruction. So make sure that you could not see a lot of movements a better startegy is to face the wall. Light also plays an important role in your studies.Insufficient light prevents you from concertration properly and you feel tried very soon and start thinking about other things. Make sure that the soon where you are standing has proper light. There are students who think that background music is helpful in concentrating on studies. "The majority of research studies, however, suggests sthat background music is not a helpful factor in promoting concentration. So try to pick a place which is quite and serence to concentrate on your studies.

Above we have mentioned some outside distraction . Now let us look at some inside factors that disturb your concentration.

A number of students go crazy as examination room on the horizon, because they have not planned their work properly. With poor planing you may be thinking about takes yet to be completed and thus cannot concentrate on the task in hand. A proper planning of your schedule helps you to manager your activities in an effective manager.

A related factor in planning is the care ful budgeting of time. By doing so you can not only complete many of your tasks but can also find time for recreation. For details y
ou could refer back to the article, time Management, published in the learning to learn series on July3, 2000.

While planning your activities, making a schedule or timetable be very ambitious. When you do so it becomes difficult for you to follow your own schedule. One you lag behind your own schedule it is very difficull to keep your concentration intact. Keeping in view the relationship between good planning and concentration you should try to make realistic plans where you set objectives which are attainable in the given period of time.

Anxious is an enemy of concentration. If you are anxious about studies you may not be able to focus on what you are studying. In the learning to learn series you may like to refer to two article, namely, preparing for Exams and Taking Exams where the anxiety factor is discussed in detail.

Make a list of things you need to do and revis it this lot to see what takes have been done and what assignments are get to be completed. This technique helps you focus of the important things to be done. There is a direct link between diet

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

DEVELOPING CONCENTRATION

Minhaj Saghir
(F.Sc Pre Medical)

Lack of concentration is a quality commonly observed among students. This may lead to unsatifactory performance. The general nation about the lack of concentration is that there are so many distraction out these that it hes become very difficult to avoid Complation. It is often for other for gotton that concentration is like any other skill like reading, writing, etc which with the use of certain technique and practice can be attained and improved. In this article was shall discuss such strategies which, you may find, quite helpful in improving your concentration.

What is concentration?

Concentration, in simple words, can be equated with fouering or covering your attention on one point or task. It helps you acquire on one point or taks. It helps you acquire better comprehension in much less time. This means that with good concentration you may aclineve better quality of work in relatively less time.

What distracts us ?

The distraction could be form outside or from inside. Both kinds of distraction have a negative impact on our concentration. The inside distractions, however, are more influential in term of disturbing our concentration and there is a need to control these distribution in a saystemtic manner.

Let is first look at the outside distructions which play an important part in ruffling our concertration. Noise is a strong distractor. You must have observed that while you are studying and the tour T.V VCR is playing at high volume in the next room it becomes very difficult for you to keep

your concentration similarly if you are studying and these is a music programme or public meeting next door it is extremely difficult to focus on your studies.

The sitting place is another important factor. if you are sitting beride an open window or face a

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

"TRUTH IS SILENT WHEN MONEY SPEAKS"

Written by Durdana sheran
(Class III Year B.A)

It is true that truth is silent when money speaks because a silver key opens every door.

It is said that truth always wins, but now-a-days there is no value of truth in our society. Every one is love of money.

It is said that money makes the more go and we can not do any-thing without money.

Money is not a bad thing. It must be used as a source of buying things for life, but todays materialistic man just want to accumulate a lot of money. Many people have nothing to eat, but many have thousand rupees in their daily earnings.

The wealth of others' and kill. They each other even grab the just for the sake of money. Money is used as a bride which is the greatest curse in our society. The Govt. is responsible for the protection of the lives and properties of the people in order to get money it also takes bribe and treats the people badly and cruelly.

Due to money, sinners are released and crimes are increasing in our society, People after offer bribes for breaking the laws of the country :

During examinations, most of the students pay a huge amount of money to the examiners and the teachers to get good marks. If people want to get jobs, they also offer money. Some times the officers ask for it . It is not fair today people thinks that money is better than relatives because if full fil their timely needs greedy and dishonest people want to collect a lot of mony for this purpose. They forget their God, religion and responsibility, but one day they will have to face a lot of trouble. They will never be satisfied in their lives. Actually manking has not been brought in this world to collect money or any other kind of wealth, but to speak the truth and worship one God. It is true that money speaks but for those who don't have courage to face the reality and speaks the truth. But it is not true for those who have courage to speak the truth and also knows the reality of this mortal world.

So we should always speak the truth and serve one another. In reality, truth is the foundation stone to built a clean, peaceful and useful society for every one.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

problems.

When these sensitive souls face the harsh and cold behavior of the world outside, who is never in a mood to help them out of their dilemma, they feel as if it is injustice being done to them, and without complaining or preparing themselves to face the challenge, they thinks of ending their lives by resor ting to drugs or committing sucide.

After natively, other case are taken up by the mental asylum et cetera which mostly pushes them into fur ther deterioration.

There is so mush rouble and unrest in this world. No one feels satisfied with his life.

Actually , life is full of competition and discontent. We are unhappy as everybody is running after wealth and property and we become part of this rat race . We have fallen victims to showing off and the just for power life was actually meant to be peacefully but remember, you can not get your peace of mind and happiness by harding wealth,

There is just one way to overcome the problems i.e.toss them away like the weeds in the garden as life is worth living and it is to be lived well. Do good to others and the same will be returned to you. After all, love is the essence of life. Love the people around you and that is the best thing you can do pass somebody a smile and make the world bright with this light.

"COURAGE"

Salma Anwar
Lecturer in English

Its easy to be kind
when there is some one kinder still,
Its such on easy work to climb
when love helps you up the hill
But when there's no one waiting
with a cherry word to say,
That's the time you often turn the
other way
But if you could remember
there's nothing done in vain,
If you only have the courage
To climb up again
on the lofty cherished top
you would see another view
and looking down at the drones
at they would jealously look upto
you.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

WHAT IS LIFE?

Hanif Baloch
(B Sc)

What is Life?
Life this four letter word can not be described and defined fully by anyone Some call if love, Some duty, Some see it as a strugle and there attempts at defining life go on and on.
The persent electronic gadgets and internet infestied society has virtually kicked out every thing else from our lives, whether it is our happiness, peace of mind agony or victimization, This elecronic are has made our life so fast that we do not get proper time to porider over our mental needs and our selves. It it blackening day by day and the ugliness of this arti fical life is becoming increasingly manifest. Howeror, before going ahead, wait a moment and ponder over yourself and your life. The changing world has lot to do with cannot live without soiety and society plays a great as role in our efforts. It is the world, which discourages us whom we are striving for sth. So, a hurman mind is always affected by his environment and a time comes when we care for others more than ourselves, so one is always fighting with other peoples mindret.

Man is born to face all these difficulties. Man words hard to make life easier. He works hard to overcome almost all Kinds of problems That is what Allah has sent us to earth for. He has sent us to do something ceative, to explore new thing and face all problems with a pleasant smile never cursing the fale. Losing the game, giving up aim, losing hope of life and trying to som away by committing sucide.
are not the actions of a positive thin thing individual, are has to face some kind of problems and difficulties, because one must
remember that life is not just a bet of roses but also a bet of Thorns. A succemful individual is one who faces all the prblems with out losing hope, as it is also a part of life which one has to go through.
There are many people who worry about people 's be havious, their own shortcomings and failures and suffer from inferirity complex.They are in dire need of help. But how many of us our realize that somone close to us might be passing through some

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

only mak me feel more miserable. But there was no other choice, I couldn't tell an your about it not even my best pal so i reached for home. This time i drove quite slowly. I entered the house from the backed door Jana was preparing breakfast for the kids when i showed up, surprisingly, she said." oh Honey so sorry. I didn't mean what i had said i feel so bad. Please for give me". I as amazed. I couldn't believe just come out of jana's mouth. But it was good. At bast she won't be bothering me. I sat with the kids and had my breakfast . "Papa", my seven year old daughter, Maha wanted my attention. I smiled at her adorable face. Papa i have a surprise for you come on I.IIshow you she pulled me by the hand to the backyard "There," she pointed to the palm tree. I froze in my steps under the shade of the old palm tree, was sitting the same firce deman, no doubt about it.

It braked at me looking straight into my eyes" I found it early this morning is't. It a good dog and he love me so much. Dad! what have you done to the car. Just look at this dent". my seventeen year old son shouted at me" Huh.....well, I hit the .....hmm......oh! Its uncrained I'II bring at the chain", said I in confusion. Wait here a second, Papa Maha ran into the house. I was still unable to more with the devis in its eges, the animal ran to attack me. I started running for life, screaming for help and pleading for mercy. It ran so fast. It was not able to make out where was going and then, all of a sudden i found my self on the road. It tried to weave through the traffic but a huge come in my way before i blacked out, the fast sound i had heard was the howling of the "Guardian".

LITTLE GIRL

Little girl little girl

Where have you been?

Gathering roses

to give to the Queen

Little girl little girl

What she gave you?

she gave me a diamond

as big as my shoe

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

THE GUARDIAN

Saghir Ahmed
(B.A.)

"oh your Shut up!", I barked at her. But she continued, why should? look what fate has brought me into, just because of you. Marrying you was my biggest mistake. I regret it" "Mistake? You call our marriage a mistake? O'kay listen you..." my vioce trailed off. I couldn't think of leaving her. So I just barked off.

"I don't want to see your face again" I said going out and slammed the door behind me.

I was totally worked up, couldn't think retionally I drove away in the car. I wanted to go away this mess for good. My mind was full of the memories of my miserable marital life. I was driving fast but I didn't care.

It was a moon less night-dark as a clitch chilling wind creft over the thick forest beside the road, I should name been careful suddenly some thing appeared in front of the car. The breakes screeched as I stoped on them, but it was too late. I had hit the creature real hard "oh no", I mumbled "I didn't mean it, It was an accident" what if the creature was a human? and what if he were dead?? These questions needled my brain.

In the silence of that night, I sat in my car staring at the body. Them I brought all my courage together and stepped out slowly, I walked to the body. It was a man a strong young man whom I had killed.

"I am a murderer," I whispered to the air, I took his life. At that every moment, aloud horrifying sound started me. I glanced over my shoulder, It was a dog, I guessed by the collar around its neck with the work "Guardian" engraved on it. It was a huge strong German shepherd, barking in rage, eyes glowing and canines showing sharp as knife, even in the dark, I could see something aw fully mysterious in its eyes. Suddenly it bolted towards me. Screaming in light, I jumped into my car and sped away.

The soft warm sunlight was kissing my face when' opend my eyes. I was instantly reminded me of what had happend the previous night, I felt guilty, I ran away because of a stupid dog and didn't report the death to the police. "It was an accident," I tried to convince my self. But now, all i could do was to forget about the whole thing and go home. Home, where my wife would

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

depend on them. After all others should know that you are very self confident and can manage your life better than them.

Yes No

(10) If you are invited to a friends place but the activity over there seems boring to you, you will just tell the fruth. He or she must know how you really feel.

Yes No

(11) You always pressurize your beloreds to do things that are best for them even if they don,t want to You must give them the best advice Yes No

(12) Whenever someone expresses an apposite view to your belifs, you badly and force fully defend them. What you think and belive is always right and no one can criticize it.

Yes No

(13) If someone is introduced to you with a difficulf name, one you do not seem to catch, you will ask him/her to repeat it,

Yes No

(14) You always help your friends because you may also be needing them badly at some time.

Yes No

(15) You always by your best to be approved and appreciated.

(1) Yes: You help without expectations.

(2) Yes: Let others enjoy it.

(3) No: It will create distance with people.

(4) No: You can not win friend with this attitude.

(5) No: Self consciousness makes you stiff and take.

(6) No: It's not right to bore others.

(7) No: You will be real boring if you are always pointing out others mistakes.

(8) No: Others will realize it.

(9) Yes: The more you give, the more popular you are.

(10) Yes: Frankness shows honesty.

(11) No: It's sight to help but not to nag.

(12) No: Being force ful is not the way to be appreciated

(13) Yes: It shows your interest.

(14) No: Help them becaus you want to not for your need.

(15) No: People will realize it.

Results

Give your self 1 point for every correct answer.

12 to 15

Great you are really a likeable person.

9 to 11

You are also good like effort in needed.

6 to 8

You are not generally liked but you sure can to be one.

0 to 6

Sorry Better luck next time.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ARY YOU A LIKE ABLE PERSON?

Kashif Jamil (B.A)
F.Sc Pre Medical

Every body wants to be popular and a likeable person. Some of us are and some are not. Are you the one whom everybody likes and wants to be with or are you a pain in the neck sort? Our duiz will help you find out, to which category you actually belong.

(1) At difficult times you are always there for your friends to lend a helping hand.

Yes No

(2) If you hear a jake you have had before, would you be polite enough to laugh at if just to make your friend feel that she has craeked a really funny joke?

Yes No

(3) You are always sure that you are respected by never permitting yurself to be a joke for others no body can make fun of you at any cost.

Yes No

(4) People are not worthy of too many favours after all how many appreciate them.

Yes No

(5) In public or at home this should be in your mind that others are constantly watching you. they pass judgement on each and every thing you do. So you hare to be on your guard at all times.

Yes No

(6) You are confident enought to lake about your hobbies or interests with your friends even if they do not share the same spirit. After all, true friends are these who accept you the way you are.

Yes No

(7) If a person talking to you commits a mistake, you will correct him at once without taking into account the fact that he or she might fell embarrassed.

Yes No

(8) When you are with strangers you try to be at your best, to impress them. After all first impression is the last impression.

Yes No

(9) You always think it better that others depend on you than you

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

WHY DOES IT RAIN

Amanullah Zehri
(Lécturer in Botany)

Any heast is brokes, when,

the rain fails, then,

When any body feels sorry,

The sky does worry.

When some one parts, with his dears

The sky also shed tears,

When some one fails in love.

There is also sadness in above

When beloveds weeps & cry

Clouds become agressive in sky!

With sorrow, the heastyglows

Then the sad wide, slowely blows.

The beloveds heast turns deed.

every where, the darkness in spread.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

In 1798 was published the first edition of the "Lyrical Ballads', It was hardly recognisted at the time what an epoch-making production this was. This (Lyrical Ballads" opened up a new horizon for english poetry, the ulmitmate limits of which have not been explored even to the present day. In 1802 he married his cosuin, Marry. In 1813 he was appointed distributor of stamps for his district. The income was a welcome eddition to the poor resources of the poet.

The rest of his life was spent in calm retirement among the scenes he most dearly loved. He wandered through Scotland, Holland, Belgium, France, Switzerland and Italy. His fame was growing and his work finding farour. In 1850 he died peace fully, with a whole nation, now at last conscious of his greatness, mourning his loss.

"LIFE"

Salma Anwar
Lacturer in English

Life like a dome of many coloured glass
Stains the white radiance of eternity
(Shelley)

Abstractions are hard to define , so is life The Perceptions about the life are limit less. No other entity has as much diversity as life. Much has been thought and written about life, but all thoughts are unclear and all the perception vague. Life is, and will remain as enigma for ever. Life is another name for a constantly changing reality. Life is never stagnant and changes its essence. You can find its beauty in the rising sun, feel its presence in blooming flowers, humming insects, singing birds and whirling wind, but reach its reality in the dusk. Life, for some, may be a bed of roses but at the same time for others, its like a thorny path. This difference in perceptions about life has made this world dynamic. every one with his own view, it striving to spend it in his own way.

" Tell me in mournful numbers,
Life is but an empty dram
For the soul is dead that slumbers,
and things are not what they seem"

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

WORDS WORTH *LIFE AND WORKS*

Salma Anwar
(Lecturer in English)

William Words Worth was born at cockermonth, in cumberland (England), on April 7,1770. He was the son of John words worth, a law agent. Being left an orphan at fourteen he was educated by his uncles, who intended him for church.

In 1787 he went St. John's College, Cambridge. The intellectual and social life of the university attracted him but little. At the university words worth led a life apart, feeling no admiration or interest for the place, its studies as society. He was glad to get away after passing his examination for B.A 1791.

In 1795 a friend left him a legacy of about £ 900. With the help of another £ 1700 from the estate of their fether, words worth and his sister, Dorothy now settled down at Racedown. Words worth now devoted himself to the cultivation of poetry.

In his youth nature was all in all to him its beauty, Its sublimating and its quiet were loved with intersity and singleness of devotion that inspire that period of our lives. Nature is so prized by him, because it can enable and enrich a mind that is receptively open to its influences. In all his poems of nature there runs a vein of moral feeling.

The sounding Cataract
Maunted me like a passion :
The tall rock,
The mountains, and the deepand gloory wood,
Their colours, and their forms, were then to me a appetite.

The years from 1797–1814 were by for the most fruit ful years of his life. His creative power and imagination were at their best.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

species) green (900 species) and brown (1000 species} The extensive use of sea weeds as human food can be seen in Japan. china, Hawaii, Philippines, Malaysia,. korea, Indonesia etc. A number of dishes named as Konbu, Nori, Doshi, Kombu etc. are prepared out of sea weeds in Japan. Nori or amanoria is prepared from Pomphyra. (red algae) after washing & boiling. It is cultivated in large scale in Japan during october, November. Every 100 gm of Poryphyra tenera sietd 11.4 gm water, 35 gm protein, 0.7 gm fat. 44.3 carbohydrates. 8 gm ash and different vitamins. high calcium conten contains 50% more vitamin C than orange. Kombu is prepared from different species of brow algae like Laminaria, Alaria etc. Kombu is boiled with meat, fish or used with rice. Powdered Kombu is used in soup.

I rish moss Chondrus is most widely used in NorthAmerica and West Europ. In Irland Rhodymen Sp is known as dillish is chered fresh or after drying It is known as Dulse in scotland & Sol in Iceland.

Some fresh water algae are also used as human food, Chlorell aSp a future hope of food supplement is grown in large scale in many countries. This has been used as flour for mating crackes & Biscuts on experimental basis. The Chlorella SP yields about 50% of dry weight of Proteins, 15% Lipids, 30% carbohydrates. and 5% ash. 17% aminoacids. It also used successfully with tea in Japan.

Thus the different marine & fresh water algae used 28 food are rich in proteins, fats, charbohydrates, vitamins, inorgaric substances like Iodine.

ALGAE AS FOODER: Sea weeds mainly the members of brown algae are used as feed for domestic animals in different parts of the world like scotland. France, Norway, Great Britain, America, New Zealand etc.

The algal plants also used as source of. nitrogesfixation, fertilizers research materials & medicinal purposes and industries such as agar, Iodine etc. There are also harmful roles are present like water supply, damage of buildings & polution of water. The end the makran coastal range like Guarder, Genz, Jewani, Pasni & Ormara. There are abound hermful species of see weeds are recorded such as Laminara, Porphyra Sargassum, Fuecus etc.

We can use the sea weeds as food future & other economic purposes

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

THE AQUATIC PLANTS (ALGAE) AND THEIR IMPORTANT ROLE

Amznullah Zehri
Lecturer in Botany Govt.
Degree College Turbat

Algae is very large group of plants. The study of algae is called phycology. It included more than 1800 general & 21000 species. The plant body is very simple which cannot divided into roots stem & leaf. Their body is known as thallous. These are autorophic which are able to manufacture their own food materials due to presence of green pigments chlorophyll.

According to the occurance algae are divided into many group such as: i) Fresh Water ii) Marine iii) Terrestrial iv) Epiphytic

v) Endophytic vi) Synbiotic

There is great veriation in the size. Some algae are unicellular & multicelluear, some members are large about 20-60 metters. Long, such as Nereocystis and macrocystis etc. The structure of body is filaments & colonial. The filaments contains many cells surrounded by cell wall. The cell contains cytoplasm and nuclear materials. The reproduction takes place by vegetative a sexual & sexual reproduction also occurs.

They are classified into main divisions on the basis of their pigments ie

i) Chlorophyta (blue green)
ii) Calorophyta (green)
iii) Chrysophyta (golden brown)
iv) Bacillariophyta (yellw, Diatoms)
v) Xanthophyta (yellow green)
vi) Phaeophyta (brow algae)
vii) Rhodophyta (red algae)

THE IMPORTANT ROLE IN OUR LIFE

Early records indicates that both marine & fresh water algae were gathered for more than 4000 years by humans. These were and have been utilized for various purposes. Histroically almost any country with a wastal region has at least some interest in their local marine algal flora.

ALGAE AS HUMAN FOOD:

From ancient times large number of algae have been used as human food. They are often mixed with rice & fish consumed as salads, soups etc. The edible forms are called Limu in Hawaii ISao in china; The champman 1980 listed 180 species sea weeds eaten by human. The present days there are three categories of sea weeds: red (4500

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

"COLLEGE LIBRARY"

Salma Anwar (Lecturer in English)

The idea of a library is also old as civilized man. It was a source by when he secured the record of his thoughts and achivements. It was the prime instrument for the development of learning. The word library originated from the two words "Liaber" and "Liber" liaber is a Greek word which means the trunk of tree. Later on the word liber was pronounced as "Library" which means a book shop while the word "Liber" is a french word meaning a book.

A library as we know is an important part of an educational institution the primarry source of an instituition to educate the students.

A library is the place where books and other informative materials such as journals research works etc are arranged for the study and consulation. The main aim of a well established library is to meet the needs of students and faculty , giving them needed reading material and updating their knowledge in their respective fields.

The labrary is regarded as the "heat of an institution" It should be located in the center of a College so that it is accessible to the students. Well organized libraries contribute a lot in updating knowledge of chosen areas of students . The love for libraries helps to refine and teach ethical and cultural values to human beings.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

MESSAGE

I have learnt with immense happiness about successful completion of the processess of third publication of Kech. Although the publication of the third Kech is a little bit delayed; yet we ought to appreciate the long sustained efforts the writers and editors have made to improve quality of the magazine.

With my personal experience of working as a Principal of Govermment Degree College Turbat, I have observed with great satisfaction the spirit and enthusiasm of the students in taking part in creative writing.Promotion of the art of writing, especially creative writing is of vital importance in the context of educational environment. I fell happy in mentioning, that the students of Makran division are endowed with enormous potentialities. If the talent of these students is utilized timely and properly, we can certainly hope for attainment of remarkable result.

I Would congratulate the staff and the students of the college at their appreciable efforrts in making addition in the form of third publication of Kech.

Ghulam Shabbir
Director Education
(Colleges) Balochistan Quetta

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

TABLE OF CONTENTS

S.No	Contents	Author	Pages
2.	Massage of Director (Colleges)	Prof S.G. Shabbir	٣
3.	College Library	Salma Anwar Lecturer inEnglsh	٤
4.	The aquatic plants (Algae) and the r Impor tant Role	Amanullah zehri Lecturer in Botany	٥
5.	Words worth Life and worke	Salma Anear Lecturer in Englsh	٦
6.	Why Does I Rain	Amanullah Zehri Lecturer in Botany	٩
7.	Life	Salma Anwer Lecturer in Englsh	٨
8.	Are you a likeAble Person	Kashif Jamil B.A	١٠
9.	The Guardian	Saghir Ahmed B.A	١٢
10.	Courage	Salma Anear Lecturer in Englsh	١٥
11.	What is life?	Hanif Boloch	١٣
12.	Truth is silent when money speak.	Duroana Sheran B.A	١٦
13.	Friends are prcecious	Mashkoor Ahmed B.A	١٩
14.	Developing Conc entr ation	Mihaj Saghir F. Se Pre Medical	١٧
15.	Tme,,(QuotoleleQuotos)	Aysha Abdul Kasheeod F. se	٢٠
16.			

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

٢

KECH
2001

Library Govt. Degree College
Acc. No. ——
TURBAT.

PAT RON

QAZI ABDUL AHAD

EDITOR - IN - CHIEF

SIR BULAND KHAN

EDITORS

MOHAMMAD JAN

SALMA ANWAR

STUDE NT EDITOR

KASHIF JAMIL

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

GHANI SHARIF

SIR BULAND

EDITORIAL BOARD

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Kech 2001

GOVERNMENT DEGRE COLLEGE ATA SHAD
TURBAT

Downloaded from Atta Shad College Digital Library